1231
उर्दू संग्रह
पुस्तक का नाम पातीका जीवन लाहौर
माह मई 1916
लेखक एडीटर चिरन्जी लाल प्रेम
प्रकाशन वर्ष 1916
आगत संख्या 1231

رجسٹرڈ ایل نمبر

اوم

جیون لاہور

ویدک دھرم کی حمایت اور پرچار کرنے والا اور ہندو سماج کی اصلاح کا حامی ماہوار رسالہ

ایڈیٹر: منشی لال ایم

بابت ماہ مئی ۱۹۱۰ء

فہرست مضامین

اشتہارات
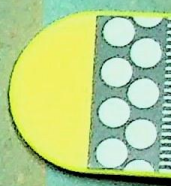
جیون کے نیم

جیون - خالص مذہبی رسالہ ہے اس کا پالیٹکس سے کوئی تعلق نہیں۔

جیون میں سدھانتوں پر وچار کرتے ہوئے موافق و مخالف دونوں طرح کے مضامین شائع ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قابلیت اور شرافت سے لکھے ہوئے ہوں۔

جیون میں شنکا سمادھان کے طور پر ویدک دھرم پر اعتراضات کا جواب دیا جائیگا یا جو [illegible] کسی کی سمجھ میں نہ آئے اسے واضح کیا جائے گا۔

جیون میں دیگر قسم کے اخلاقی - ادبی و تاریخی مضامین بھی شائع ہو سکتے ہیں لیکن ان کی سپرٹ دھارمک ہونی چاہیے۔

جیون ہر انگریزی مہینے کی ۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے قیمت صرف عا سالانہ علاوہ مسلمان بھائیوں سے عمر سالانہ

جیون کا صرف پہلا پرچہ بلا طلب حاضر ہوگا، دوسرا پرچہ وی پی کیا جائیگا، جن اصحاب کو خریداری منظور نہ ہو پیشتر ہی مطلع کر دیں، عین عنایت ہوگی۔

جیون، ویدک دھرم کا پرچار کرنے والا اپنی قسم کا واحد رسالہ ہے اس لئے ہر ایک کو اس کی امداد کرنی چاہیے۔

(مینیجر)

اوم

جیون

جلد ۱ — نمبر ۱
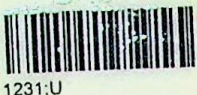
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب

آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی —

آج سے پورا ایک سال پہلے میرے دل میں یہ امنگ پیدا ہوئی تھی کہ میں ایک ایسا اخبار شائع کروں جس میں صرف ویدک سدھانتوں پر محققانہ طور پر بحث کی جایا کرے کیونکہ میں مدت سے دیکھتا تھا کہ وہ آریہ سماج جس کے سامنے آج سے بیس سال پہلے کسی کو دم مارنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا وہ آریہ سماج جس کی دلائل ساطع و براہین قاطع کو ایک دفعہ سنکر دیگر مذاہب والوں کے ایمان ڈھیلے ہو جاتے تھے وہ آریہ سماج کہ جس کے پرچارک کی کسی جگہ موجودگی ہی دیگر مذاہب کے واعظوں کے رفوچکر ہو جانے کا باعث ہوا کرتی تھی آج کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہے۔

رشی دیانند کے سنگھ ناد نے صدیوں سے خواب غفلت میں مست اپنے نام تک سے ناواقف آریوں کو بیدار کر کے اس قابل بنا دیا تھا۔ کہ وہ اپنی حالت پر غور کرتے ہوئے معلوم کریں کہ وہ کیا تھے اور کہاں ہیں۔ رشی کی اعجاز نما سپرٹ نے مردہ دلوں میں جوش و دھارمک سرگرمی کی ایسی روح پھونکی کہ وہ قوم جو اس سے پیشتر ایک مردہ قوم سمجھی جاتی تھی اور جس کے دھرم کو کچے دھاگے سے تشبیہ دی جاتی تھی ایک جیتی جاگتی شکتی نظر آنے لگی اور اس کا دھرم ایک ایسا لوہے کی لاٹھ ثابت ہوا جس کے سامنے قطب صاحب کی لاٹھ بھی کچی مٹی کے ڈھیلے سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتی۔ آریہ ممبروں نے مذہبی تحقیق و تدقیق میں اس قدر سرگرمی انہماک اور مستعدی ظاہر کی کہ ایک دنیا اس کی قائل ہو گئی، تصدیق صداقت اور تکذیب بطالت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ دھرم بجلی کی طرح بھارت

ورش میں پھیلنے لگا - اور ہر جگہ لوگ جوق درجوق اس ایشوری دھرم کے پیرو ہونے لگے میرا دعوی ہے کہ آریہ سماج نے نہ کیا بلحاظ کثرت تعداد صادق ممبران اور کیا بلحاظ اعلی محققانہ وفلسفیانہ لٹریچر پیدا کرنے کے جس قدر ترقی اپنی زندگی کے پہلے بیس سالوں میں کی تھی اسکا عشر عشیر بھی اس کے بعد نہیں ہو سکا یہی زمانہ تھا جس میں شری پنڈت گورودت جی نے ویدک سدھانتوں کے متعلق عالمانہ وفاضلانہ کتب تصنیف کیں جو ایسی پرمغز اور معنی خیز معلومات سے پر ہیں کہ جن کی نظیر اس زمانہ سے بعد کی تصانیف میں ملنا محال بلکہ ناممکن ہے - ان تصانیف میں ویدک سدھانتوں کو ایسے طریق پر حل کیا گیا ہے اور طرز استدلال ایسا بیچدار اور پسندیدہ ہے کہ جوں جوں مطالعہ کرتے جاؤ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مسائل پیچیدہ کی گتھیاں از خود سلجھ رہی ہیں، قدم قدم پر پرمان، جگہ جگہ نہایت سادہ لیکن بالکل حسب حال مثالیں ایسی خوبی سے دی گئی ہیں کہ متعصب سے متعصب نکتہ چین کو بھی ایکدفعہ آفرین کہنا پڑتا ہے۔

افسوس کہ پنڈت گورودت جی کے بعد آریہ سماج میں ان کی جگہ لینے والا کوئی پیدا نہ ہوا انگریزی زبان میں آریہ سماج میں اگر کوئی قابل فخر لٹریچر ہے تو بس آپ کے ہی ورکس ہیں اسی لئے جب کبھی یوروپ میں ویدک دھرم کے پرچار کا سوال اٹھتا ہے تو انھیں کتب کو ذریعہ تبلیغ بنانے کے لئے ہر سمت سے آوازیں اٹھتی ہیں پنڈت گورودت جی کے بعد آریہ سماج کے سدھانتوں پر جس نے محققانہ بحث کی اور ان کی فضیلت تمام دیگر مذاہب پر ثابت کی وہ شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی تھے یہ مہان آتما بھی اسی متذکرہ بالا زمانے میں ہی پیدا ہوئے تھے آپ کی تصانیف کیا ہیں ویدک سدھانتوں کے منڈن اور دیگر مذاہب کے کھنڈن کی دلائل اور معلومات کا ایک خزانہ ہیں، شاید ہی کوئی مسئلہ ہوگا جس پر آپ نے زبردست تحقیقات کے ساتھ عالمانہ بحث نہ کی ہو اور شاید ہی کوئی اعتراض ہوگا جو اس زمانے میں ویدک دھرم کے متعلق کیا گیا ہو اور آپ نے اس کا جواب نہ دیا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ سورگباشی دھرم ویر ہر وقت اسی بات کے منتظر رہتے تھے کہ کسی طرف سے آریہ سماج کے سدھانتوں پر کوئی اعتراض ہو اور وہ اس کا فوراً ایسا جواب دیں کہ معترض کا ناطقہ بند ہو جائے - چنانچہ آپ کی کلیات کے مطالعہ سے ہمارے متذکرہ بالا بیان کی اچھی طرح سے تصدیق ہو سکتی ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس ابتدائی زندگی کے بعد آریہ پرشوں میں

ان کی موروثی مرض سہل انگاری اور غفلت شعاری پھر عود کر آئی اور مذہبی تحقیقات اور ویدک
سدھانتوں کی تبلیغ و تلقین کا سلسلہ بند ہو گیا۔ رشی دیانند کے سنکھ ناد سے جاگے ہوئے
آریہ پرشوں نے لگاتار زبردست چوٹیں لگا لگا کر دیگر مذاہب والوں کو تو جگا دیا مگر آپ
پھر سو گئے، ناظرین کو میرے اس دعوے کی تصدیق مندرجہ ذیل سطور سے ہو جائے گی!

عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ لاہور میں مرزائیوں کی انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ
ہوا۔ اس میں چند لیکچروں کے بعد نصف گھنٹہ اعتراضات کے لیے رکھا گیا تھا ایک
لیکچر تناسخ کے متعلق تھا اس لیے میں بھی اس لیکچر کو سننے اور اس پر اعتراضات کرنے کیلیے
جا پہونچا۔ خیر حسب معمول میں نے اعتراضات کیے اور احمدیوں کی طرف سے خواجہ کمال الدین
صاحب نے جوابات دیے لیکن مجھے وہاں یہ معلوم کر کے بڑی حیرت ہوئی کہ ان لوگوں نے
احمدی واعظ تیار کرنے کے لیے ایک ایسا کالج کھولا ہوا ہے جس میں طالب علموں کو مذہب
کی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر مذاہب سے واقف کرانے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے چنانچہ
دیگر مذاہب کی فہرست میں ویدک دھرم کو انھوں نے اوّل نمبر پر رکھا ہوا ہے۔ اور
سنسکرت و بھاشا پڑھانے کا بھی معقول انتظام کیا ہوا ہے۔ اگرچہ میں نے اس احمدی دوست
کے پاس جس نے مجھے یہ حالات بتلائے اس انتظام پر بجا طور پر اظہار خوشی کیا کیونکہ پھلا
وشواس ہے کہ جب لوگ سنسکرت اور بھاشا پڑھ کر ویدک سدھانتوں کو اصلی سروپ
میں دیکھنے کے قابل ہو جائیں گے تو وہ خود بخود ان سراپا حقیقت و صداقت اصولوں کے
قائل ہو جائیں گے لیکن مجھے اس وقت آریہ سماج کی حالت پر بڑا افسوس آیا۔ اس کے تھوڑا
عرصہ بعد مجھے قادیانی مرزائیوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے قادیان جانا پڑا وہاں جا کر
بھی میں نے دیکھا کہ ان کے قائم کردہ کالج میں بھی سنسکرت اور بھاشا پڑھانے کا کافی انتظام
ہے اور اس کالج کے طلباء کو دیگر مذاہب خصوصاً آریہ سماج کے مقابلہ کے لیے خوب تیار
کیا جاتا ہے احمدی بھائیوں کی اس سرگرمی کو دیکھ کر ایک طرف تو مجھے اس لیے خوشی ہوئی کہ وہ
اپنے طلباء کو سنسکرت اور بھاشا پڑھا کر آریہ سماج کے کام کو آسان بنا رہے ہیں، لیکن
دوسری طرف اپنی غفلت شعاری پر سخت افسوس ہوا ہم لوگ سمجھے ہوئے ہیں کہ بس ہم نے
میدان مار لیا ہے اور ہمارا مد مقابل اب کوئی نہیں رہا، لیکن مخالف ہمارے سرگرمی سے مقابلہ
کی تیاریاں کر رہے ہیں، علاوہ اس طرح واعظ تیار کرنے کی تیاریوں کے مختلف مذاہب کا

طرف سے کئی اخبارات جاری ہیں جو آئے دن بڑی مستعدی سے (نعوذ باللہ) ویدک سدھانتوں کی تکذیب میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں، مثال کے طور پر نوز۔ الفضل (قادیان)، پیغام صلح لاہور، اہلحدیث امرتسر، سناتن دھرم پرچارک امرتسر، وغیرہ کو ہی لیں، آپ ان کا شاید ہی کوئی ایسا پرچہ پائیں گے جس میں ویدک دھرم پر اعتراضات نہ کیئے گئے ہوں اور آریہ سدھانتوں کا مضحکہ نہ اڑایا گیا ہو!

لیکن افسوس آریہ سماج کا ایک بھی ایسا اخبار یا رسالہ نہیں جس میں ویدک سدھانتوں پر بحث کی جاتی ہو، اور مخالفوں کے اعتراضات کا کماحقہٗ جواب دیا جاتا ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت چند آریہ سماجک اخبار شایع ہوتے ہیں اور وہ اپنے درپر نہایت اعلےٰ کام کر رہے ہیں لیکن ویدک سدھانتوں کی تحقیق و تدقیق تلقین و تبلیغ کا کام ان میں سے ایک بھی نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کی اس وقت از حد ضرورت ہے، لے دے کے ایک رسالہ آریہ مسافر تھا جو اس مقصد کی پورتی میں کوشاں تھا لیکن وہ بھی غلط فہمی کا شکار ہو کر بند ہو گیا، اور مخالفوں کا تحریری مقابلہ کرنے کے لیئے آریوں کی طرف سے میدان میں کوئی بھی باقی نہ رہا یہ حالات دیکھکر مجھے بڑا کلیش ہوا اور میں نے ایک ہفتہ وار اخبار موسوم "آریہ" نکالنے کا ارادہ کیا لیکن آجکل اخباروں کی کس مپرسی از حد بڑھے ہوئے اخراجات اور اپنی ناداری کو دیکھکر دل بیٹھ گیا اور میں نے حوصلہ ہار دیا، ہمت نہ پڑی کہ اس بار عظیم کو اٹھانے کا سہارا کروں، آئے دن اخبارات کے بند ہونے کی خبریں میری رہی سہی کمرہمت توڑ دیتی تھیں لیکن ویدک دھرم کا ہت ہمیشہ دل میں چٹکیاں لیتا رہتا تھا اور رہ رہ کر یہی خیال آتا تھا کہ مجھے اس فرض کو ضرور سر انجام دینا چاہیئے۔ آخر یہ جذبہ آخر میری کم زور دلی اور پست ہمتی پر غالب آیا اور میں نے اس شعر کو مدنظر رکھکر ؎

کیا فرض ہے سب کو ملے ایکسا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

"جیون" کے اجرا کا فیصلہ کر لیا، سچ ہے نیک کام میں پرماتما خود سہائتا کرتے ہیں، میرے اس خیال کے اظہار کی دیر تھی کہ شری پنڈت راجارام جی شاستری پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور، شری پنڈت بھگوت جی بی۔ اے۔ ریسرچ سکالر لاہور، شریمان پنڈت چانن رام جی اپدیشک، شری ڈاکٹر خان چند دیو۔ ایم۔ ڈی وشنکاگو امریکہ)، اور شری پنڈت

وشنو دت جی پلیڈر فیروزپور نے مشہور فلسفی ماسٹر گنگا پرشاد جی جیسے عالم فاضل اور قابل فخر آریہ ودوانوں نے جیون کے مستقل مضمون نگار بننا منظور فرمایا، پر گیا تھا میں نے بھی آدھم کر کے اس کاریہ کو آرمبھ کر دیا اور آج اس کا پہلا نمونہ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ اس کام کی نوعیت اہمیت و قیمت کا اندازہ لگا سکینگے، رہا یہ امر کہ جیون کا ادیش کیا ہوگا میں ایک لفظ میں بیان کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ جیون کا ادیش ویدک دھرم کا پرچار ہے اور اسے سیاسی جھگڑوں یا ذاتی کاوشوں سے اسے کوئی سروکار نہیں، اگرچہ سوشل اصلاح اور فلاح عامہ کے دیگر معاملات میں بھی حسب استطاعت خدمات سرانجام دینے سے انکار نہ ہوگا لیکن یہ اس کے گون دھرم ہوں گے، مکھیہ ادیش اس کا وہی ہے جسے سامنے رکھ کر اس نے جنم لیا ہے، مجھے پورن وشواش ہے کہ پرمی پورن پرماتما کے فضل و کرم اور آریہ پرشوں کی مشفقانہ امداد سے جیون اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوگا، اوم شم +

تناسخ کے متعلق جرمن پروفیسر کے خیالات

ڈاکٹر پال ڈیوسن جرمنی کے ایک مشہور عالم اور سنسکرت کے زبردست ماہر جب ۱۸۹۲ء میں آپ مع اپنی دھرم پتنی کے بھارت درش کی سیر کے لئے آئے تھے (ڈیوسن صاحب) عموماً لوگ ان کی ذات پوچھا کرتے تھے۔ وہ جواب دیتے تھے کہ "میں پہلے جنم میں براہمن تھا۔ لیکن میں نے کوئی پاپ کیا تھا۔ اس لئے مجھے شودر کا جنم ملا لیکن اب میں نے وید اور ویدانت پڑھ لئے ہیں۔ بھارت بھومی کے درشن کر لئے ہیں اور بھارت کے تیرتھ اور پوتر استھانوں کو دیکھ لیا ہے۔ اس لئے مجھے وشواش ہے کہ اگلے جنم میں میں براہمن کل میں پھر اتپن ہوؤں گا" ایک شخص نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ پچھلے جنم میں آپ براہمن تھے۔ تو آپ نے اتر دیا کہ جب میں نے پہلے پہل سنسکرت پڑھنا شروع کیا تھا تو میرا من سنسکرت سے اتنا ادھک آکرشت ہوا کہ مجھے یہ بات ماننی پڑی کہ پہلے جنم میں میں نے سنسکرت ضرور پڑھی ہوگی۔ اور اس لئے اس وقت میں برہمن رہا ہوں گا۔"

قدامت مادہ سے متعلق ایک مسلمان فاضل کی رائے

مجدد الوقت سید احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی زمانۂ حال کے اعلیٰ ترین شعرا میں سے ہیں علاوہ فن شعرگوئی میں کمال حاصل ہونے کے عربی۔ فارسی لٹریچر اور فلسفہ کے بھی بہت بڑے فاضل ہیں اس لئے فلسفی مسائل کے متعلق آپ کی رائے واقعی ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے

مسئلہ قدامت مادہ ویدک دھرم اور اسلام میں بہت عرصہ سے زیر بحث ہے آج ہم اس مسئلہ لطیف کے متعلق حضرت شوکت صاحب کی رائے درج کرتے ہیں جو ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگی آپ فرماتے ہیں۔ "متکلمین کہتے ہیں کہ مادے کی قدامت اور وہ بھی قدیم ہو کر دوسرا خدا ٹھہرتا ہے، میں کہتا ہوں کہ ایک صفت میں شریک ہونے سے تمام اوصاف میں شرکت لازم نہیں آتی، مادہ اگر قدیم ہے اس میں شری شکتیمان ایشور یا واجب الوجود کی تمام صفتیں جمع نہیں ہو سکتیں، دوئم اگر اجسام اور نوعیں قدیم نہیں تو معلول کا علت سے تخلف ہوگا کیونکہ ذات باری قدیم اور علت العلل ہے اور یہ مسئلہ کلیہ ہے کہ "اذا وجد العلۃ وجد المعلول" یعنی جب علت تامہ موجود ہوگی تو معلول ضرور موجود ہوگا ورنہ نہ علت علت ہے نہ معلول معلول ہے پس جب سے علت ہے تب ہی سے معلول ہے یعنی جب سے خدا ہے جب ہی سے دنیا ہے، علیٰ ہذا حیوانات وغیرہ کی نوعیں قدیم سے ہیں، انسان بھی قدیم سے ہے، ورنہ یہ سلسلہ ہی ہم تک نہ پہونچتا قرآن میں کہیں بتلایا نہیں کہ آدم کی پیدائش چھ ہزار برس سے ہوئی نہ قرآن میں یہ لکھا ہے کہ آدم ابو البشر انسانوں کے باپ ہیں اور ان سے پہلے کوئی انسان نہ تھا پھر نبی اور مصلح ہیں کہ کسی کی اصلاح کے لئے آئے آدم سے پہلے وحشی انسان تھے جن کو قرآن میں جن بتایا گیا ہے اور جن کے معنی چھپے ہوئے کے ہیں۔ جنات جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے وہیں باغ عدن بھی تھا جس میں آدم و حوا پیدا ہوئے تھے۔

مندرجہ بالا رائے قدامت مادہ کے متعلق کیسا صریح اور صاف ہے۔ مولانا شوکت صاحب نے نہ صرف اس مسئلہ کو تسلیم ہی کیا ہے بلکہ اس کے جواز میں ناقابل تردید دلائل بھی دی ہیں اور عربی فلسفہ اور قرآن کی رو سے ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ مذہب اسلام کے منافی نہیں

آریہ پرشو! کیا یہ ویدک دھرم کی فتح نہیں کہ حضرت شوکت جیسے فاضل اصحاب بھی ویدک سدھانتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر رہے ہیں، اور کریں گے بھی کیوں نہ سوائے اس شخص کے جس کا آئینہ دل غبار تعصب سے آلودہ نہ ہو، حق و حقانیت کا ہر شخص کو قائل ہونا پڑتا ہے، دیکھو باوجود ہماری غفلت شعاری اور سہل پسندی کے ویدک سدھانت علماء دہر میں کس طرح پھیل رہے ہیں کاش کہ ہم رشی رن کو چکانے کے لئے ان اصول حقہ کی تلقین پورے جوش اور صدق دلی سے کرتے، پھر دیکھتے کہ ویدک دھرم جو ایک ہی ایشوری دھرم ہے کتنی سرعت سے پھیلتا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ منزل بڑی کٹھن محنت طلب ہے لیکن دوستو گوہر مقصود کے حصول کا بھی صرف یہی ایک ذریعہ ہے آؤ ہم سب مل کر ویدک اصولوں کو ان کے اصلی سروپ میں منطق و فلسفہ کا جامہ پہنا کر دنیا کے عالموں کے سامنے رکھیں، اور دیگر مذاہب کے اصولوں کے ساتھ مقابلہ کر کے اس خدائی مذہب کی فوقیت و عظمت فہیم و بصیر اصحاب پر ثابت کریں، تاکہ وہ اس سے بہرہ اندوز ہو کر جادہ ضلالت سے نکل کر صراط المستقیم پر رواں دواں ہوں، "ہم خرما و ہم ثواب" ویدک دھرم کی بڑھتی کے ساتھ آپ کا بھی کلیان ہوگا، اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر "جیون" کو میں نے جاری کیا ہے براہ کرم پرارتھنا کریں کہ وہ حصول مقصد میں کامیاب ہو۔ آمین ❖

(پہیم)

پریاشا

نظامِ عالم بتا رہا ہے کہ ہے اک اس کا بنانے والا
ظہور آدم دکھا رہا ہے کہ دل میں ہے کوئی آنے والا
نسیم مستانہ چل رہی ہے چمن میں پھر رت بدل رہی ہے
صدا یہ دل سے نکل رہی ہے وہی ہے یہ گل کھلانے والا

❖

جہاں میں اندھے بہت ہیں

کیا تم نے کہیں جہاں کو کیسا پایا؟ غفلت ہی میں آدمی کو ڈوبا پایا
آنکھیں تو بے شمار دیکھیں لیکن کم شخص سخنداں کہ جن کو بینا پایا

❖

امریکہ میں پہلا آریہ سماج

از شریمان ڈاکٹر خان چند دیو جی ایم۔ڈی امریکہ ازالاہور

ڈاکٹر خان چند۔ دیو جی ایم ڈی ان چیدہ آریہ پُرشوں میں سے ہیں جنکے دل میں ہر وقت ویدک دھرم کی بردھی کا خیال رہتا ہے۔ آپ ایک درڑھ سدا چاری محب الوطن اور سچے آریہ پُرش ہیں آپ کی ہی کوشش سے ملک امریکہ میں مقام شکاگو پہلا آریہ سماج قایم ہوا ہے چنانچہ آریہ سماج امریکہ کے ایک امریکن سبھاسد مسٹر ایم ڈی کا ایک مضمون "میں کس طرح آریہ سماجی ہوا ہوں" کے عنوان سے "ویدک میگزین" میں شایع ہو چکا ہے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی مبارک کوششوں سے ہی پاتال دیش میں ویدک دہرم کا جھنڈا پہلی دفعہ گاڑا گیا ہے۔ اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ انکی کہانی اُنھیں کی زبانی آپ تک پہنچاؤں جسے ڈاکٹر صاحب نے کمال مہربانی سے منظور فرمالیا۔ نہ صرف یہ۔ بلکہ آپ نے "جیون" کا مستقل مضمون نگار بننا سویکار فرمالیا ہے۔ جسکے لئے میں آپ کا ازحد ممنون ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین "جیون" آپکے اس اور آیندہ اعلےٰ مضامین سے مستفید ہونگے اور ہوتے رہیں گے ۔ (پریم) وہوہذا

آریہ پرشو! امریکہ کی سورگ بھومی میں آئے ہوئے کئی ماہ ہو گئے۔ ایک شام کو شکاگو میں کالج سے واپس آکر میں اپنے مکان میں بیٹھا تھا۔ اور خیال کر رہا تھا کہ آج تو ہندوستان کی ڈاک آیگی دیدہ باید۔ اس میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے کہ نہیں۔ کہ اتنے میں باہر سے کسی نے میرے کمرہ پہ دستک دی۔ میں اُٹھا اور دروازہ کھولا۔ اور میری (Land Lady) مالکہ مکان نے مجھے چند خطوط اور اخبار "پرکاش" دیا۔ دیکھا تو "رشی نمبر" تھا۔ اسکو کھولا کھولتے ہی تہا یرشی دیانند" کے منوہر چتر کے درشن ہوئے۔ اور جن کے مہاکاریہ کا خود بخود دماغ میں سمرن ہونا شروع ہو گیا۔ خطوط کو بھی پڑہا۔ لیکن اخبار کو دوبارہ پڑہا۔ رشی کے سمرن میں یہ پرکاش نمبر ایسے دُور دیش میں ماتو ایک بہاری سندیسہ میری طرف لایا تھا۔ اسے پڑھا اور پھر پڑھا۔ سوچا۔ کہ آہ! پیارے رشی! تیرے حکم کو ہم نے نہ مانا۔ تو ہمیں جیون پردان کرتا رہا۔ ہم نے تیرا جیون لیا۔ تو نے ہمیں امرت دیا۔ ہم نے تجھے زہر پلایا۔ تو نے پھول برسائے

ہم نے پتھر پھینکے۔ تو نے تو سارے جگت کے واسطے ویدوں کا سندیسہ بردار بھارت دیش کو بنایا مگر ہم ناخلف ناسعادتمند ثابت ہوئے۔ تو نے ہم کو ایک سا اپدیش امانت دی۔ تاکہ ہم اُس کا جائز استعمال کریں۔ مگر ہم نالائق نکلے۔ اور ہم نے تیری قدر نہ کی۔ تو نے ہمیں دھرم و پریم سکھایا۔ مگر ہم نے ادھر اودھمی ویربھاؤ بڑھایا۔ انہی خیالات میں سرگردان تھا کہ طبیعت اُداس سی ہوگئی۔ اتنے میں گھڑی نے ٹن ٹن نو بجائے۔ مجھے خیال آیا کہ میں نے تو ایک جگہ جانا ہے۔ وقت ہوگیا ہے۔ تو میں Telephone کی گھنٹی بجی۔ اور میں اُدھر گیا۔ اور Phone کو اُٹھایا۔ ایک دوست کی آواز کان میں پڑی۔

ڈاکٹر: "ہم تمہارے منتظر ہیں۔ جلدی آؤ!"

میں نے کہا: "بہت خوب" یہ کہہ کر Phone (فون) کو رکھدیا اور کپڑے بدل کر چل دیا۔ اتوار کا دن ہے۔ آٹھ بجے کا وقت ہے۔ میں چند امریکن دوستوں کے ہمراہ ایک گرجا گھر کے ساتھ ملحقہ سوشل ہال میں جا پہنچا۔ چند ایک مہاشیوں سے میرا تعارف کرایا گیا۔ اور کرسچن لوک سبھا کا اجلاس شروع ہوا۔ جب اُن کی کارروائی ختم ہوئی تو اُن کے پردھان نے مجھ سے درخواست کی کہ میں بھارت ورش (انڈیا) کے متعلق کچھ حالات سناؤں۔ میں نے عرض کیا کہ میں کوئی طیاری کر کے نہیں آیا۔ مگر تعمیل ارشاد مقدم ہے۔ لہٰذا آدھ گھنٹہ تک ایک تقریر کی۔ جس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ یورپ اور ہند کے لوگ ایک ہی نسل سے ہیں۔ اور ان کا خون ایک ہی ہے۔ ہمارے بزرگوں کا دھرم ویدک دھرم تھا۔ دنیا کے دیگر مذاہب اگرچہ کچھ حد تک مفید ہیں۔ مگر بوجہ انسانی اختراع ہونے کے ناکامل ہیں۔ میں مضمون کو ختم کر کے بیٹھ گیا۔ شامل جلسہ استری پرشوں نے اسے پسند کیا۔ مگر سبھا کے پردھان پادری صاحب کو پیچ و تاب ہوا۔ خیر! اسکے بعد حاضرین نے مجھ سے کئی عجیب عجیب سوالات ہندوستان کے متعلق پوچھنے شروع کر دیئے۔ اور اسکے کچھ دیر بعد چاء وغیرہ پی کر جلسہ ختم ہوا۔ لیکچر کے بعد میرے دوسرے دوستوں نے بھی سوالات کی ایک جھڑی لگا دی۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ میں عیسائیت کی خوب قلعی کھول سکتا ہوں اور عیسائیت بچوں کے کھیل سے بڑھکر کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ تو وہ ششدر رہ گئے

ہمارے پاٹھکوں کو معلوم رہے کہ ہندوستان سے پادری لوگ کچھ [illegible] مذہب عیسائی (Race Christian) [illegible] ملاقات [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible]

اور وہ وہاں جا کر ہندو دھرم کی خوب ہی کھلی اڑایا کرتے ہیں۔ اور اپنی تبدیلئ مذہب کی
جگہ لیکچر دیتے رہتے ہیں اور اس طرح اُن کی وساطت سے پادری لوگ امریکہ سے ہزاروں روپیہ
عوام کو غلطی میں ڈال کر بٹور لیتے ہیں۔ میرے خیالات کو دیکھ کر وہ قدرتاً حیران ہو گئے کیونکہ
یہ بات سوامی ویویکانند کے بعد کسی نے نہ کہی تھی۔ اور مرحوم و مغفور سوامی جی کے لیکچروں کو
بھی کئی سال ہو گئے تھے۔ خیر! چند روز کے بعد اسی سلسلہ میں میرا ایک اور لیکچر اسی یوک
سبھا میں ہوا۔ اگرچہ پولن صاحب شادمند نہ تھے۔ مگر وہاں تو سوتنترتا کا راج ہے کوئی
ایک شخص مختار نہیں ہے۔ اسکے بعد چرچا شروع ہو گیا۔ دوستوں نے کتابیں مانگیں۔
میرے پاس Hindu Superiority اور پنڈت گورودت جی کی تصنیفات
تھیں۔ اُن کے حوالے کی گئیں۔ ایک شخص سے دوسرے شخص تک یہ پستکیں آہستہ آہستہ
پہنچنی شروع ہوئیں۔ Hindu Superiority کو ان لوگوں نے بڑی دلچسپی سے
بار بار پڑھا۔ جس نے بھی اس کا مطالعہ کیا۔ اسکی تعریف میں رطب اللسان تھا اور ہندو قوم کی عظمت کا سکہ
اُسکے دل پر بیٹھ گیا گویا کہ پادری صاحبان کی مہربانی سے ہندیوں کے متعلق جو غلط اور
گندہ باتیں اُن کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ سب قریباً دُور ہو گئیں۔ اسلئے امریکہ میں
ویدک دھرم کے پرچار کے واسطے ضروری معلوم ہوا کہ سب سے اوّل اُن پوتر اور سادھو سبھاؤ
پادریوں کی غلط بیانیوں کو طشت از بام کیا جائے۔ اور یہ لوگ ہم پر ہماری جاتی۔ ہمارے دھرم
ہمارے دیش پر جس طرح کے غلیظ اور دُور از حقیقت الزامات وقت بے وقت لگاتے
رہتے ہیں اُنکی کما حقہ تردید کی جائے۔ کیونکہ یہ خدائی ٹھیکیدار بھارت نواسیوں کو ہمیشہ
لفظ Heathen (مرتد کافر) سے اپنے لیکچروں میں یاد کیا کرتے ہیں۔ انہی
دنوں میں جبکہ آریہ سماج کے خاص اصولوں کا پرچار۔ مانس بھکشن کا سوال پیدا ہوا تو
مانس بھکشن پر بھی اندولن شروع ہو گیا اور ایک عجیب کشمکش شروع ہوئی۔ کیونکہ یہ ایک
بالکل ہی نئی بات تھی۔ ہمارے پاٹھکوں کو معلوم ہے کہ ہندوستان کے جو چند سپاہی
امریکہ میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اکثر مانس کا سیون کر لیا کرتے ہیں۔ لیکن کئی ایک امریکن
دوستوں نے جو آریہ دھرم سیوک بن چکے تھے۔ مانس کا سیون ترک کر دیا۔ جن میں سے
ایک مہاشہ فاکس ایم ڈی ہیں۔ جنہوں نے آریہ ہونے کا اعلان کھلے بندوں کر دیا۔
اسپر جو مخالفت ان کی اُن کے گھر والوں کی طرف سے ہوئی اُسکو بیان کرنا مشکل ہے

مگر جتنی مخالفت زیادہ ہوئی مشن کی ترقی اُتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آریہ
مہاشئے دھرم پر اور بھی مضبوط ہو گئے۔ چند مہینے گذر گئے۔ اور مختلف جگہوں پر تناسخ
وید کیا ہیں؟ - آریہ سماج کیا ہے؟ سچا دھرم کیا ہے؟ وغیرہ مضامین پر لیکچر ہوئے
خوش قسمتی سے اُنہیں دنوں شری مان پنڈت کیشو دیو جی سے کتاب
Ultranton Head of Religious مل گئی گویا کہ اس کتاب نے
مانو سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ اور ہماری ایک بھاری تکلیف کو رفع کر دیا مسٹر ہیو ہیو
امریکن مدد وان پرش اس کتاب کو پڑھ کر اصولاً ہمارے خیالات کے قایل ہو گئے۔ اگرچہ
دنیاوی حالات کے باعث اُس وقت عملاً ہمارے ساتھ شامل نہ ہوئے۔ لیکن چند روزہ
کے مزید مطالعہ اور ویدک سدھانتوں پر مزید وچار کے بعد اُن کے دل میں خیال آیا
کہ شکاگو میں آریہ سماج ضرور قایم ہونا چاہیے۔ انہیں سے بعض کے خیالات پختہ ہو گئے تھے اور انہی
دنوں میں مذکورہ بالا لوک سبھا کے پردھان پادری صاحب سے ان کے گھر پر ویدک
دھرم پر بات چیت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور آخر کئی دنوں کے بعد انہوں نے مان لیا
کہ بے شک! میں دلیلی طور سے قایل ہو گیا ہوں۔ مگر آتما نہیں مانتی۔ میں نے کہا کہ آپ
پرماتما سے پرارتھنا کریں کہ وہی آپ کی آتما کو بھی سچی روشنی دکھاوے۔ آخر انہی دنوں امریکن
آریہ دوستوں کی مہربانی سے امریکہ دیش کے شکاگو شہر میں سب سے پہلا آریہ سماج
قایم ہو گیا جس کے سیکرٹری "ڈاکٹر فاکس ایم۔ ڈی۔" پردھان "مسز ہاکنس" ہیں۔ جن کے متعلق
آپ ویدک میگزین میں بھی حالات پڑھ چکے ہوں گے۔ سال قریب ختم ہو گیا۔ اور پھر دوبارہ
"رشی جیون پرکاش" کا ملا تو مجھے پچھلے سال کے واقعات یاد آ گئے۔ میں خوشی سے پھولا
اور رشی کے تیاگ کی مہانتا کو انوبھو کرنے لگا۔ ہم یا آپ نشش کیا کر سکتے ہیں؟ یہ سب
اُسی کے تیاگ کا پھل ہے کہ جو گرے ہوؤں کو بھی اتساہ دے سکتا ہے اور بیکار سے بیکار
دین کو بھی کام میں لگا سکتا ہے۔ امریکہ میں پہلا آریہ سماج قایم ہو گیا۔ ایک درجن کے
قریب ممبر بن گئے ہیں جنہیں استری اور پرش دونوں شامل ہیں۔ لطف یہ کہ کوئی
بھی ہالنس کا سیشن نہیں کرتا۔ باقاعدہ پرارتھنا کرتے ہیں۔ ہم ہر ہفتے اکٹھے ہوا اور
جگجیون اشٹیہ استتی پرارتھنا کے بعد ڈاکٹر جی سنجیو والی ستیارتھ پرکاش سے کتھا ہوتی
ہوتی تھی۔ یہ ایک آریہ ارتی کی طرح کہ سب بھائی بہن ایک ایک گاتے اور ان طرح سے

ایک چھوٹی سی سماج کی کارروائی سماپت ہوئی۔ لوک مانیہ لالہ لاجپت رائے جی بھی سماج کے ایک دو جلسوں میں شامل ہوئے تھے۔ چند دن ہوئے مجھے ایک چٹھی آئی ہے کہ امریکہ والے ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور اس کی بڑی پرشنسا کرتے ہیں گویا کہ اس طرح آہستہ آہستہ رشی کا پیغام امریکہ میں کام کر رہا ہے۔ چٹھیاں آتی ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ وہ لوگ دودیش کے دھرم بھائیوں سے کیا کچھ آشا رکھتے ہیں۔ اس حالت میں ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کام کو جاری رکھیں۔ تاکہ کہا ہوا پرشیرم نسپھل نہ جائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بھگوان دیانند کی تپسیا تو پھل ضرور ہی دیگی۔ مگر ہمکو بھی اپنا کرتویہ کرنا ضروری ہے۔

آؤ! دوستو! کام کریں۔ سیوا کریں۔ خادم بنیں۔ ورنہ لو جلکر جانے والے اور سیوا پد کو چھٹنے والے تو بہت ہیں۔ ہم میں سیوکوں ہی کی کمی ہے۔ جب آریہ بھائی سیوا سے ہی عزت اور خدمت میں فخر جانیں گے تب ہی دھرم کا پرچار ہوگا۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ❖ ہر کہ خود را دید او محروم شد

داس خان چند، دیو بشیشہ موتی بازار لاہور

مصنوعی سپاہی

ڈنلک کے انجنیر نے ایک مصنوعی سپاہی اختراع کیا ہے۔ یہ سپاہی آہنی بیلن سے بنایا ہے۔ اس کے اندر ایک اور بیلن ہے اور وہ زمین میں گاڑ دی جاتی ہے۔ بے تار کی حرکت سے بیلن حرکت قبول کرتی ہے۔ اندرونی بیلن پانچ فٹ اوپر اٹھتی ہے۔ اس میں ایک خود بخود چلنے والی بندوق ہے۔ بیلن کے اوپر چڑھنے کے ساتھ ہی اس سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ جدھر چاہو چار سو گولیاں آن کی آن میں پھینکی جا سکتی ہیں۔ ایک افسر ان مصنوعی سپاہی کو جہاں چاہے کھڑا کر کے پانچ میل کے فاصلہ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر سکتا ہے۔ اگر کسی مورچہ یا قلعہ کے سامنے چند سو اس قسم کے سپاہی تعینات کر دئے جائیں تو زبردست سے زبردست پیدل سپاہ کا حملہ ان کے سامنے ہیچ ہوگا۔ کیونکہ حملہ آوروں کو ایک ایک سپاہی کو فرداً فرداً ہلاک کرنا پڑیگا۔

الہامی کتاب کونسی ہے

وید یا قرآن انجیل اور ژند

(از شریمان پوجیہ ور پنڈت راجا رام جی شاستری پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور)

شری پنڈت راجا رام جی آریہ سماج کے اُن قابل فخر ودوانوں میں سے ہیں جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے بلاشبہ ویدک سدھانت سُندر ویری نہیں لیکن افسوس ہے کہ آریہ سماج میں بہت کم ایسے اصحاب ہیں جو ان کے متعلق مزید غور و خوض کرتے ہوں۔ جو کچھ اب تک کہ آریہ مصنفوں نے لکھ دیا بس قریباً قریباً اسی پر سب کا دار و مدار ہے۔ لیکن پنڈت جی دن رات نئی طرح میں لگے رہتے ہیں اور ویدک سدھانتوں کی پشتی میں نئی سے نئی دلائل ڈھونڈھتے رہتے ہیں چنانچہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت سماج میں پنڈت جی سے زیادہ ویدک سدھانتوں کو سمجھنے والا کوئی ہی ہوگا۔ پنڈت جی نے اس مضمون میں جیسی خوبی و خوش اسلوبی سے اس علمی مسئلہ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ سوائے چند تمہیدی دلائل کے باقی بالکل نیا مسالہ ہے جسے پڑھکر ناظرین بہت مستفید ہوں گے۔

ناظرین جیون کو میں خوشخبری سناتا ہوں کہ شریمان پنڈت جی نے جیون کا مستقل مضمون نگار رہنا منظور فرما لیا ہے اور امید ہے کہ آپ ہر ماہ مختلف ویدک سدھانتوں پر اپنی قلم و علم کے جوہر دکھایا کرینگے۔ اخیر میں میں ان تمام عنایات کیلئے شری پنڈت جی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (پریم)

الہام کی ضرورت

بچہ کے پیدا ہوتے ہی ماں باپ اس کی ضروریات کا تمام سامان مہیا کر دیتے ہیں اسی طرح سرو شکتیمان دیالو پرماتما نے بھی جس وقت اس سرشٹی کو پیدا کیا اور انسان کو اپنی روحانی ترقی کے لئے بھیجا تو اس سے پیشتر اس نے زمین کو انسان کے قابل رہائش بنا دیا تھا۔ تاکہ اس کے لئے اناج۔ پھل پھول وغیرہ پیدا کئے۔ سورج چاند ستارے اس کے لئے روشنی کریں۔ اور تمام ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے انسان بغیر تکلیف کے رہ سکے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا والدین بچے کی صرف جسمانی ضروریات کا ہی سامان کرتے ہیں۔ انہیں ہرگز نہیں وہ بچے کی جسمانی ضروریات کے علاوہ اسے آچار ویہار کی تعلیم

بھی دیتے ہیں۔ پس جب دنیاوی طور پر ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے تو پھر یہ کیسے یقین آسکے کہ پرماتمانے انسان کو پیدا کر کے ڈانواڈول حالت میں چھوڑ دیا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان کبھی کچھ بھی نہ سیکھتا (دیکھو اکبر نے چند بچوں کی پرورش گونگے بہرے ملازموں سے کرائی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بچے بڑی عمر کے ہو جانے پر بھی گونگے اور بہرے ہی تھے) اور نہ کسی طرح کی ترقی کر سکتا اس لئے یہ لازمی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ جس طرح پرمیشر نے انسان کے رہنے سہنے کھانے پینے اور دیکھنے وغیرہ کے سامان مہیا۔ اسی طرح اپنی رحمت کاملہ سے اپنے بچوں کے لئے گیان کا بھنڈار بھی کھول دیا اور بتلایا کہ دنیا یا باہمی سلوک اس طرح کرنا چاہئے پرلوک کے سدھار کا یہ راستہ ہے پرمیشر کا علم یقین کرنے اور نجات حاصل کرنے کے یہ سادھن ہیں، دنیا میں سکھ سے زندگی بسر کرنے کے لئے نباتات اور حیوانات سے اس طرح کام لینا چاہئے وغیرہ وغیرہ پس شروع دنیا میں جبکہ انسان کو کوئی اور تعلیم دینے والا نہیں ہوتا پرماتما خود اسے سکھشا دیتے ہیں اس لئے پرتنجلی رشی یوگیوں نے اس بات کو انوبھو کر کے اور دیکھ کر چنانچہ لکھا ہے کہ:- [illegible] (یوگ شاستر ۱-۱-۲۶)

"پرمیشر شروع سرشٹی میں پیدا ہونے والوں کا بھی گرو (دھرم اپدیش دینے والا) ہے کیونکہ زمانے اس کی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ جیسے دیگر معلم اپنے وقت سے پہلے نہ تھے بعد میں نہ رہینگے ایشور کے متعلق ایسا نہیں کہہ سکتے اور کسی دیگر معلم کے نہ ہونے کے باعث بھی وہ آدمی گورو سکھشا دیتا ہے" انسان میں اتنی ہی قابلیت ہے کہ وہ تھوڑی سی تعلیم حاصل کر کے بھی بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے لیکن تعلیم کی اسے ضرورت لازمی طور پر ہے اور دھرم جس کا تعلق پرلوک سے ہے کے متعلق تو انسان کو کچھ کہنے کا حق ہی نہیں جن افعال کر کے ہماری عاقبت سدھرتی ہے اگر پرماتما ہی بتلائے جس نے کہ ان کا پھل دینا ہے کہ وہ کیا ہیں تبھی ان پر یقین آسکتا ہے، وہ انسان جس کی نظر اس دنیا سے آگے جا ہی نہیں سکتی اس کا کیا حق ہے کہ وہ پرلوک کے متعلق سکھشا دے، اور اگر وہ کچھ سکھشا دیتا ہے تو ہم اس پر کیوں یقین کریں۔ جبکہ اس نے آپ نہ تو ان کا پھل دینا ہے اور نہ ہی یہاں کے کرموں اور وہاں کے پھل میں جو کاریہ کارن بھاؤ (علت و معلول کا تعلق) ہے وہاں تک اس کی نگاہ پہونچ سکتی ہے البتہ اگر یہ دھرم گیان اس پرماتما سے ملا ہو جس نے اس دھرم پر چلنے کا پھل دینا ہے تب البتہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہیگا اور ہم پورے یقین و اعتقاد سے دل سے اس کی پیروی کریں گے اس لئے انسان کو ایشوریہ گیان (الہامی علم) کی ضرورت ہے خدا کی ہستی میں یقین رکھنے والا کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آریوں کی طرح

پارسی، یہودی، عیسائی، اور مسلمان بھی ایشوری گیان (الہام) کے قائل ہیں،

کونسی کتاب الہامی ہے

پس ثابت ہوا کہ دھرم ادھرم کے متعلق پرماتما سے گیان حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اب دیکھنا ضروری ہے کہ پرماتما نے جو الہام دیا ہے یا دوسرے لفظوں میں آپہی آگیا یا بھیجی ہیں وہ کس کتاب میں ہیں کیونکہ اسوقت مختلف کتابوں کو الہامی مانا جاتا ہے، مثلاً آریہ لوگ وید کو الہامی ملتے ہیں پارسی ژند کو یہودی توریت کو عیسائی انجیل کو اور مسلمان قرآن کو الہامی بتلاتے ہیں، مختلف مذاہب میں اس امر پر جو باہمی بحث و اختلاف ہے اس کے متعلق پہلے ایسا مدلل ذرنے ہونا چاہئے کہ جس میں کسی کی طرفداری نہ ہو اور نہ ہی کوئی شک و شبہ باقی رہ جاوے اس لئے آؤ اس معاملہ پر بلا رو رعایت غیر متعصبانہ طور پر وچار کریں،

(۱) اول تو یہ ایک سیدھی دلیل ہے کہ جو گیان ایشور سے ملا ہو اس میں ایشور کا بیان بالکل درست اور مکمل ہونا چاہئے۔ نادرست اور غیر مکمل نہیں، ایشور ہی ایشور کو نہ سمجھے یہ کبھی نہیں ہو سکتا اس لئے جس کتاب میں ایشور کے سروپ اور گن کرم سبھاؤ کا بیان درست اور مکمل نہ ہو وہ کتاب کبھی الہامی نہیں مانی جا سکتی۔ لیکن قرآن اور بائبل میں خدا کو سرو ویاپک (ہمہ جا حاضر) آتما نہیں بلکہ ایک دیشی (ایک جگہ موجود) اور مجسم بتلایا گیا ہے، چنانچہ قرآن سورہ قلم میں لکھا ہے: یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ ترجمہ اس آیت کی تشریح شاہ ولی اللہ صاحب یوں فرماتے ہیں "حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آویگا جس صورت میں نہ پہچان سکیں گے اور خدا فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ، کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے، فرمائیگا کچھ اس کا نشان جانتے ہو کہیں گے جانتے ہیں ہم۔ پھر ظاہر ہوگا اُن کی پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گریں گے جو کبھی نیت سے سجدہ نہ کرتا تھا اس کی پیٹھ نہ مڑے گی اور وہ الٹا جا پڑیگا۔ علاوہ ازیں اہل اسلام کی ایک ادبی کتاب مشکوۃ شریف کے باب الحشر میں لکھا ہے بحوالہ اس آیت کے یکشف ابناء من ساقہ فیسجد لہٗ کل مومن و مومنۃ ط یعنی ہمارا رب ساق اپنی کھولے گا پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اس کو سجدہ کرے گی؛

علاوہ ازیں اور بھی کئی حوالے دئے جا سکتے ہیں مثلاً حضرت محمد صاحب کے معراج کے ذکر

میں لکھا ہے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی خدا اور حضرت محمد صاحب میں صرف دو کمان کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ خدا مجسم اور ایک جگہ موجود ہے۔ لیکن ہم بخوف طوالت مضمون صرف ان دو حوالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

انجیل کے تو پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہے کہ خدا کی روح پانیوں پر پھرتی تھی جو خدا کے مجسم اور ایک دیسی ہونے کا بدیہی ثبوت ہے۔

(۲) الہام کے ماننے والے تمام لوگ اس امر پر متفق الرائے ہیں کہ اس الہام سے پیشتر کئی سچائیاں انسان پر منکشف نہ ہوئی تھیں۔ ایشور یا پرمیشر نے اپنے کسی رشی یا نبی کو اپنا الہام دے کر انہیں منکشف کیا۔ کیونکہ خود انسان کی کوشش سے اُس وقت وہ سچائیاں منکشف نہ ہو سکتی تھیں۔ جب الہام کے اس اصول کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو بائبل اور قرآن کو الہامی ماننے میں یہ بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ یہ دونوں کتب تاریخی فسانوں اور کہانیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ بائبل اور قرآن دونوں میں آدم، نوح، ابراہیم، یعقوب، یوسف، داؤد، موسیٰ وغیرہ کی سوانح عمری بھری پڑی ہیں۔

ان واقعات کو کئی لوگوں نے دیکھا کئی لوگوں نے سنا اس لئے یہ کوئی پوشیدہ یا سربستہ راز باتیں نہیں ان کو بہت سے لوگ لکھ سکتے تھے کئی لوگوں نے قلمبند کی بھی ہونگی اگر ان کے لکھے ہوئے حالات الہامی نہیں ہو سکتے تو بائبل اور قرآن کے بھی وہ حصے جن میں یہ حالات مندرج ہیں الہامی نہیں ہو سکتے۔ ان میں ایسی کونسی بات ہے جو پرمیشر کی مدد کے بغیر لوگوں کی سمجھ میں نہ آ سکتی تھی یا کونسا ایسا راز سربستہ ہے جو از خود منکشف نہ ہو سکتا تھا۔ یہ تمام باتیں تو پہلے سے ہی ظاہر تھیں۔

باقی رہے وہ حصے جن میں دھرم کے اصول لکھے ہیں ان کے متعلق بھی جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کونسی سچائی ہے جو اس سے پیشتر پردہ راز میں تھی اور جو کبھی پرماتما کی کوشش کے بغیر منکشف نہ ہو سکتی تھی۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ بائبل اور قرآن نے کوئی نئی سی سچائی منکشف نہیں کی جو پہلے سے وید میں موجود نہ ہو۔

قرآن کی تعلیم کا مخرج

قرآن کی تعلیم زیادہ تر یہودیوں اور پارسیوں کے دھرم سے لی گئی ہے مثلاً (۱) نماز پڑھنے کا نام

طریقہ دساتیر سے لیا گیا ہے، کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا یہودیوں سے لیا گیا ہے جو ہمیشہ یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے؛

(۲) روزے رکھنے کی ودھی بھی یہودیوں سے لی گئی ہے؛

(۳) زکوٰۃ یعنی دان کا اصول بھی یہودیوں سے ہی لیا گیا ہے؛ قرآن کا مشہور کلمہ لا الٰہ الا اللہ نہیں ہے ایشور پرایشور، یعنی ایشور کے سوائے کوئی ایشور نہیں ہے، یہ پارسیوں کے کلمہ "نیست ایزد مگر یزداں" نہیں ہے ایشور پر ایشور، کا ترجمہ ہے!

قرآن کی اپنی خصوصیت خدا کی وحدانیت اور اس کی پرستش کرنے کی ہے، اس میں وہ عیسائیوں سے اختلاف تعلیم دیتا ہے، جو تثلیث کے ماننے والے ہیں، لیکن یہاں بھی موسیٰ کی تعلیم سے کوئی زیادتی نظر نہیں آتی، موسیٰ نے بھی ایک ہی کی پرستش جائز ٹھہرائی ہے، اور جس طرح موسیٰ نے بھی خدا کیساتھ شیطان کا وجود مانا ہے اسی طرح حضرت محمد صاحب نے بھی مانا ہے، دونوں نے شیطان کی طاقت بہت بڑی مانی ہے جو تقریباً خدا کی طاقت کے مساوی ہی ہے، خدا کی وحدانیت کے متعلق ویدوں میں جو بیان ہے وہ ان دونوں سے اعلیٰ ہے، کیونکہ ان میں شیطان کا کوئی ذکر نہیں اسی طرح کئی دیگر امور بھی قرآن میں یہودیوں اور پارسیوں سے لیے ہوئے ہیں؛

عیسائی مذہب کا مخرج

عیسائی مذہب کے عقائد بھی قریباً یہودیوں کے مذہب سے ہی لئے گئے ہیں، پرانے دھرم نیم (عہد عتیق) کو عیسائی بھی ویسا ہی مستند مانتے ہیں جیسے کہ یہودی حضرت مسیح جنم سے یہودی ہی تھے انھوں نے اپنے اُپدیشوں میں کسی نئے دھرم کے قائم کرنے کا کبھی دعوی نہیں کیا بلکہ یہی تلقین کرتے تھے کہ مت سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتب کی تردید کرنے آیا ہوں - تردید نہیں بلکہ ان کی تصدیق کرنے اور انہیں پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نکتہ یا ایک حرف توریت کا کبھی نہ ٹلے گا جب تک وہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے اس لئے جو کوئی چھوٹے چھوٹے دھرموں کو بھی توڑے گا، اور دوسروں کو بھی سکھائیگا وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا، لیکن جو ان کا پالن کرے گا وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے بڑا کہلائے گا۔

(متی باب ۵ - آیت ۱۷ - ۱۹)

حضرت مسیح کی جو خاص تعلیمات مانی جاتی ہیں جن پر کہ عیسائی فخر کیا کرتے ہیں، ان میں بھی کوئی ایسی

تعلیم نہیں ہے جو پہلے سے ظاہر نہ ہو چکی ہو اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سکھشائیں بدھ دھرم کی شامل ہیں جس کے واعظ مسیح سے پیشتر وہاں پہونچے ہوئے تھے تو ہمیں ان سکھشاؤں کا منبع بھی اسی دنیا میں مل جاتا ہے، اس کے لئے الہام کی کوئی ضرورت نہیں رہجاتی۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم بدھ مذہب اور مسیح کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں!

انجیل میں لکھا ہے لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھو جو تمھیں بددعا دیں ان کو دعا دو، جو تم سے دشمنی کریں ان سے بھلائی کرو اور جو تمھیں دکھ دیں اور تمھاری بے عزتی کریں ان کے لئے پرارتھنا کرو۔

(متی۔ ۵۔ ۴۵)

حضرت مسیح اور جیسا تم اوروں سے برتاؤ چاہتے ہو تم بھی ان سے ویسا ہی برتاؤ کرو۔

(لوقا۔ ۶۔ ۳۱)

حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ بھائی کی آنکھ میں جو تنکا ہو تو اسے کیوں دیکھتا ہو جبکہ تجھے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا

(متی۔ ۷۔ ۳)

مہاتما بدھ کا یہ اپدیش مسیح سے پہلے اس ملک میں گونج رہا تھا کہ دشمنی دشمنی سے نہیں بلکہ محبت سے دور ہوتی ہے یہ دشمنی کرنا اس کا سبھاؤ ہے، ہمکو خوش رہنا چاہئے جو ہم سے دشمنی کرتے ہیں ان سے دشمنی نہیں کرنی چاہئے ان لوگوں کے درمیان جو ہم سے دشمنی کرتے ہیں ہمیں دشمنی بھاؤ سے دور رہنا چاہئے، انسانکو چاہئے کہ کرودھ کو رحم سے جیتے (دیکھو دھم پد)

مہاتما بدھ سب لوگ سزا سے ڈرتے اور جیون سے پیار کرتے ہیں یاد رکھو تم بھی ان کی طرح ہی ہو پس نہ تم ستاؤ اور نہ ستائے جاؤ (دھم پد)

مہاتما بدھ فرماتے ہیں، دوسروں کا نقص آسانی سے نظر آجاتا ہے لیکن اپنے نقص کو دیکھنا بڑا مشکل ہے!

کہاں تک لکھتے جائیں ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے ہی ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح کی تمام تعلیمات کا منبع ومخرج موسیٰ اور مہاتما بدھ کے اپدیش ہیں!

حضرت موسیٰ کی تعلیمات کا مخرج

حضرت موسیٰ کی سکھشائیں پارسی دھرم سے لی گئی ہیں جو ان سے پہلے وہاں رائج ہو چکا تھا۔ ژند اوستھا میں ایشور کا پہلا نام "اہمی" (اہمی) "میں ہوں" لکھا ہے، اور آخری نام "اہمی یدہمی" "اسمی یدسمی" یعنی میں ہوں جو ہوں لکھا ہے یہی دونوں نام توریت میں یہوواہ کے بتلائے گئے ہیں، جہاں لکھا ہے کہ اور پرمیشر نے موسیٰ سے کہا میں ہوں جو ہوں اور یہ بھی لکھا کہ تم نے بنی اسرائیل سے جا کر یہ کہنا کہ جس کا نام "میں ہوں" ہے اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے (خروج ۳۔ ۱۴) پارسی

آگ کو پرمیشر کی مہما کا اپاسک مانتے ہیں موسیٰ پر بھی خدا آگ کی ہی شکل میں ظاہر ہوا چنانچہ لکھا ہے کہ "اور یہوداہ اس پر (موسیٰ پر) آگ کی شکل میں ظاہر ہوا جس کا دھواں بھٹی کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھا اور تمام پہاڑ جلدی جلدی ہلنے لگا (خروج ۱۹-۱۸) اس وقت تو بنی اسرائیل کی نگاہ میں یہوداہ کا نور پہاڑ کی چوٹی پر روشن آگ جیسا دکھائی دیتا تھا (خروج ۲۴-۱۷)

توریت میں لوگوں کو خدا کے حکم کے خلاف گناہ کی طرف راغب کرنے والا جو شیطان مانا ہے وہ بھی پارسی دھرم سے ہی لیا گیا ہے؛

اسی طرح فرشتوں کے متعلق بھی جیسا اعتقاد پارسیوں کا تھا ویسا ہی موسیٰ نے بھی مانا ہے دنیا کی پیدائش کے متعلق ژند میں لکھا ہے کہ چھ وقتوں میں ہوئی' ویسے ہی توریت میں آفرینش کائنات چھ دن میں بتلائی ہے' دوزخ اور بہشت کا عقیدہ بھی ژند کے مطابق ہی توریت میں بیان کیا گیا ہے، اس طرح آسانی سے ہم ژند اوستھا تک آپہونچے ہیں' اب رہی ژند اوستھا سو اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ژند کا نہ صرف دھرم ہی بلکہ بھاشا بھی ویدک سنسکرت کے مشابہ ہے' اور پارسی قوم آریہ جاتی ہی' مہاتما زردشت وید ویاس کے ہمعصر ہیں اس لئے وید بلا شبہ زردشت سے بہت پیشتر کے ہیں' وید سے پہلے کی کوئی کتاب نہیں ہے اس لئے وید کی تمام سکھشائیں تعلیمات اپنی ہیں'

اس دوسری دلیل سے بھی وید ہی الہامی ثابت ہوئے کیونکہ اسوقت بغیر پرماتما کی مدد کے انسانوں تک ایسی سکھشاؤں کا پہونچنا ناممکن تھا؛

تیسری دلیل پرماتما کی پیدا کردہ ہے اس سے ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے' اس میں اور الہامی کتاب میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے' کیونکہ دونوں کا کرتا دھرتا بنانے والا) ایک ہے اب سرشٹی کے متعلق بائبل اور قرآن ہمیں بتلاتے ہیں کہ یہ سرشٹی نیستی سے پیدا ہوئی ہے اور پیدا ہوئے قریب چھ ہزار برس ہوئے ہیں' اور خدا نے صرف چھ دن میں سورج چاند۔ گھاس۔ پات۔ نباتات جیو جنتو اور انسانوں کو پیدا کیا اور ساتویں روز اس نے آرام کیا' لیکن سائنسدانوں نے اب تحقیقات اور تجربے کی بنا پر فیصلہ کر دیا ہے کہ نیستی سے کوئی شے پیدا نہیں ہو سکتی؛ اور کہ اس سرشٹی کی علت مادی پرکرتی (ماتا۔ مادہ) انادی ہے اور کہ اس سرشٹی کو بنتے ہوئے کروڑوں برس ہو چکے ہیں نیز یہ کہ پیدائش کا سارا کام چھ روز کے قلیل عرصہ میں کبھی ختم نہیں ہوا

اس کے خلاف وید کا تو سدھانت ہی یہ ہے کہ پرکرتی سے پرماتما نے سرشٹی کو رچا ہے نہ کہ نیستی سے غرضیکہ اسی طرح قوانین قدرت ہر طور ویدک دھرم کی پشٹی کرتے ہیں نہ کہ مخالفت؛

چوتھی دلیل مذہب کا منتہائے مقصود (اوچیہ۔ آورش) انسان کو پرماتما سے ملاتا ہے لیکن کس طرح اس پرماتما کو ساکھشات کر سکتے ہیں اس کا جواب بائبل اور قرآن سے نہیں ملتا ہاں وید بتلاتا ہے کہ تم اسے دیکھ سکتے ہو "तदन्तिके" وہ تمہارے نزدیک ہے (یجر وید ۴۰-۵)

"तदन्तरस्य सर्वस्य" وہ تم سے الگ تمہارے اندر ہی ہے تم کو وہ نظر اس لئے نہیں آتا کہ [illegible] تم پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے اس جہالت کو دور کر کے

वेनस्तत्पश्यन्निहितं गुहा सद्यत्र विश्वं भवत्येकनीडम्। तस्मिन्निदं सं च वि चैति सर्वं स ओतः प्रोतश्च विभूः प्रजासु

گیانی اس کو اپنے ہردے کے اندر ساکھشات دیکھ لیتا ہے جو سارے وشو کا آدھار ہے جو اس سب کو پیدا کرتا اور ناش کرتا ہے وہ وبھو ہے جو سارے پرجاؤں میں اوت پروت ہو رہا ہے۔

یہ تمیز کرنے کے لئے کہ کونسی کتاب الہامی ہے یہ دلائل کافی ہیں، اور بھی کئی دلائل ہیں لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے صرف چند ایک اور درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور طوالت کے خوف سے ان کی تشریح بھی نہیں کرتے، ناظرین خود غور کر سکتے ہیں۔

پانچویں دلیل خدا غلطی سے مبرا ہے اس کے علم میں کوئی نقص نہیں ہو سکتا اس لئے جس کتاب میں کسی کام کے بعد خدا کو اپنی غلطی کا معلوم ہونا لکھا ہو وہ الہامی نہیں ہو سکتی۔

چھٹی دلیل۔ جس میں پرسپر وردھ باتیں ہوں وہ کتاب الہامی نہیں ہو سکتی۔

ساتویں دلیل، ایشور شدھ پوتر۔ نیائے کاری دیالو ہے جس میں ایشور کو اپنے سبھاؤ کے مطابق کلام درج ہو وہی الہامی ہو سکتا ہے جس میں اس کے خلاف ہو وہ نہیں۔

آٹھویں دلیل۔ ایشور منشیہ ماتر (بنی نوع انسان) کی بھلائی چاہتے ہیں ان کے احکام وہی ہو سکتے ہیں جن سے بنی نوع انسان کی بہبودی منظور ہو کسی سے دشمنی یا مخالفت نہ ہو۔

نویں دلیل جس کے احکام عالمگیر ہوں کسی خاص ملک کے لئے نہ ہوں کیونکہ ایشور سارے ملکوں اور ساری قوموں کا ایشور ہے۔

دسویں دلیل جس میں ہر پہلو سے مکمل دھرم کا بیان ہو یہ تمام خواص وید میں پورے طور پر پائے جاتے ہیں اس لئے وید بلا شبہ ایشوریہ پستک (الہامی کتاب) ہے مزید براں وید نے جہاں اپنے الہامی ہونے کا دعوی کیا ہے وہاں یہ بھی صاف طور پر بتا دیا ہے کہ ایشوری پستک میں کیا کیا

خصوصیتیں ہونی چاہئیں، یہ خوبی کسی اور الہامی مانی ہوئی کتاب میں نہیں پائی جاتی، وید میں ویدوں کے رشیوں پر نازل ہونے کا ذکر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۷۱ میں ہے اس میں پرماتمانے بتلایا ہے کہ کب کس طرح اور کن پر وید نازل ہوئے وید کا ارتھ جاننے اور ویدک جیون دھارن کرنے میں کیا فائدے ہیں اور اس کے ترک کرنے میں کیا نقصان ہوتا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ

बृहस्पते प्रथमं वाचो अग्रं यत्प्रैरत नामधेयं दधानाः।
यदेषां श्रेष्ठं यदरिप्रमासीत

ہے برہسپتے نام رکھتے ہوئے رشیوں نے شروع میں جو بانی کا مول اچارا جو سب سے بڑھ کر پرشسنیہ (قابل تعریف) اور نقائص سے مبرا ہے وہ ان کے پریم سے پرکاشت ہوا جو گفا میں رکھا تھا۔ برہسپتی لفظ برہت پتی کے معنی ہیں وید کا پتی، یہ اصلی معنوں میں پرماتما کا نام ہے، لیکن انسان کے معنوں میں بھی مستعمل ہے، ویدپتی یعنی وید کا ماہر دوج یہاں برہسپتی اس سمبودھن سے یہ بودھن کر کے یہ تبلایا ہے کہ وید کے ماہر ایک دوج کو یہ جاننا چاہئیے کہ وید کا انکشاف رشیوں پر کب اور کس طرح ہوا۔

پرتھم پہلے منی شروع میں اس سے یہ تبلایا ہے کہ ایشور اپنا گیان اور اپنا کلام انسانوں کو آغاز آفرینش کائنات پر ہی دے دیتے ہیں جب ان کو اس گیان اور کلام کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ایشوریہ گیان اور کلام کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ وہ دنیا کے شروع میں ہو ایسے علم اور کلام کے خدا کی طرف سے ہونے میں کوئی شک وشبہ ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ صرف یہی ایک امر حیرت انگیز نہیں کہ شروع دنیا کے انسان کس طرح ایسے اعلیٰ گیان کو حاصل کر سکے بلکہ یہ امر بھی حیرت انگیز امر ہے کہ وہ بغیر علم زبان کے منتر کس طرح بول سکے۔

(۲) بانی کا مول اس سے یہ تبلایا گیا ہے کہ انسان کو زبان کا علم (بانی) بھی دنیا کے شروع میں پرماتمانے ہی دیا ہے، جو گیان رشیوں کے ہردیوں میں دیا اس کے پرکاش کرنے کے لئے الفاظ کے معانی بھی پرماتمانے ہی انھیں جتلائے تھے اور وہی الفاظ انسانوں کی زبان کا مول (بنیاد) ہیں اس کے بعد انسان اپنی حسب ضرورت علم زبان کے خزانے کو کتنا ہی کیوں نہ بڑھالیں لیکن شروع میں بغیر پرماتما کے سکھلائے انسان خود بخود کوئی زبان ایجاد نہ کر سکتا تھا بس کسی کلام کے الہی ہونے کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ اس کی بھاشا کا پربھاد انسانوں کی تمام زبانوں پر ہو اور یہ پربھاد منتروں کی بھاشا میں ہی ہے۔

سب سے بڑھ کر قابل تعریف

انسان کی بہبودی کے لئے جو بھی اپدیش ہو وہ سب قابل تعریف ہے لیکن سب سے بڑھ کر قابل تعریف وہی ہے جس میں انسان کی دنیاوی مذہبی اور ہر طور پر مکمل ترقی کا ٹھیک ٹھیک دھیان ہو اور ایسا اپدیش صرف وید میں ہی ہے؛

(۴) نردوش - مبرّا از خطا۔ مبرّا از خطا وہی ہو سکتا ہے جس میں کسی قسم کی خامی نہ ہو اپدیش میں حسب ذیل نقائص ہوتے ہیں بھرم - پرماد - بپرلپسا۔ اب اکیلے اکیلے نقص کے متعلق لکھتے ہیں، بھرم کہتے ہیں بھول کو جس طرح ایک آدمی رسّی کو سانپ اور سیپ کو چاندی سمجھ لے؛
پرماد کے معنی ہیں لاپرواہی یعنی خود کو تو پورا علم نہ ہو لیکن دوسروں کو مکمل بتلائے؛ بپرلپسا یعنی عمداً دھوکہ دینا جس کلام میں ان نقائص میں سے کوئی بھی نقص ہو وہ کلام مستند نہیں ہو سکتا، وید ان تمام نقائص سے بری ہیں؛

(۵) "وہ ان کے پریم سے پرکاشت ہو کر جو گپھا میں رکھا ہوا تھا" یہ علم رشیوں کا اپنا نہیں تھا بلکہ ان پر منکشف ہوا تھا جو اس سے پہلے گپھا میں تھا یعنی پوشیدہ تھا اس علم کے مستحق وہ اس لئے تھے کہ ان کا اس میں سب سے زیادہ پریم تھا۔ پورو کلپ (پہلی دنیا) میں وہ اس کو سمجھ چکے تھے؛ اس پریم نے ان کو پرماتما سے اس کے حاصل کرنے کا مستحق بنا دیا تھا؛

جونہی ان رشیوں نے چھلنی سے ستوؤں کی طرح من سے صاف کی ہوئی کلام کا استعمال کیا فوراً ان ساتھیوں نے ساتھ پہچان لئے کیونکہ کلیان لانے والی مہر ان کی بانی پر لگی ہوئی تھی؛
(۱) جیسے چھلنی میں چھنے ہوئے ستو چھلکوں سے الگ ہوتے ہیں ویسے ہی ہر دے میں ظاہر ہوا ہوا وہ روشن کلام سب انسانی کلاموں سے الگ تھا یہاں تک کہ دنیاوی کلام سے بھی الگ تھا
(۲) رشیوں نے (ایک نہیں بہت سے رشیوں نے) ایک ہی وقت میں علیحدہ علیحدہ طور پر اس کلام کو استعمال کیا۔
(۳) ساتھیوں نے ساتھ پہچان لیا۔ رشیوں کو پرکاش تو الگ الگ ہوا لیکن جب انھوں نے اپنے اپنے پرکاش کو ایک دوسرے پر ظاہر کیا تو انھوں نے پہچان لیا کہ ہم آپس میں ساتھی ہیں یعنی تیرتھ ہیں ایک ہی گورو سے ایک ہی تعلیم ہم کو ملی ہے[1]

---

[1] وید کے کلام الٰہی ہونے کا یہ ایک بڑا بھاری ثبوت ہے کہ باوجودیکہ انیک رشیوں پر یہ ظاہر ہوا لیکن اس میں کہیں اختلاف نہیں ہے سنتر سنتر لفظ لفظ پر ایک ہی مہر لگی ہوئی ہے؛

کیونکہ ان سب کی باتی پر ایک ہی مہر لگی ہوئی تھی جس میں "کلیان" لکھا ہوا تھا یعنی تمام رشیوں پر منکشف شدہ تمام منتروں میں انسان کے لئے کلیان کا مارگ بتلایا ہوا تھا

یگیہ کے منت وہ واک (کلام) کی کھوج میں چلے اور رشیوں میں پروشٹ (داخل) ہوئی کو ڈھونڈھ پایا اس کو لاکر سب میں تقسیم کر دیا۔ اس واک (کلام) کی سات حمد ثنا کرنے والے حمد و ثنا کرتے ہیں،

(۱) آغاز دنیا میں پیدا شدہ انسانوں کے دلوں میں "ہم کیا کریں" یہ خواہش پیدا ہوئی گویا کہ یہی ان کے دلوں میں کلام الٰہی کی کھوج کی خواہش پیدا ہوئی' اُدھر بدرماتما نے رشیوں میں اس واک (کلام) کو داخل کر کے ان کی تلاش کو سپھل کیا۔ یہاں رشیوں میں "پروشٹ ہوئی" (داخل ہوئی) کہکر یہ امر صاف کر دیا ہے کہ وہ کلام رشیوں نے خود نہیں بنایا تھا۔ بلکہ کسی کا نازل کردہ تھا جو ان میں داخل ہوا۔

(۲) اس کو لاکر انھوں نے ہر جگہ سب میں بانٹ دیا یعنی وید کو سب جگہ پھیلا دیا اس وقت کوئی بھی غیر مستحق نہ ٹھیرایا گیا۔ سائن اچاریہ اس منتر کے بھاشیہ میں لکھتے ہیں

اس واک (کلام) کو لاکر انھوں نے بہت دنشیون میں بانٹ دیا یعنی تمام انسانوں کو پڑھایا یہ ویدک دھرم کے عالمگیر دھرم ہونے کے متعلق اندرونی شہادت ہے!

شروع میں تمام انسانوں نے اس دھرم کو سیکھا پھر وقت کے گذرنے پر جہاں جہاں براہمنوں کے ابھاؤ (عدم موجودگی) کے باعث یہ دھرم فراموش ہوا وہاں بھی بیج روپ سے موجود رہا اس لئے بعد میں انھیں سنسکاروں کو لے کر جو جو مذہب ظاہر ہوئے وہی اس کے مقروض ہیں اور اس دھرم سے ان کا اختلاف غلطی کی وجہ سے ہوا۔ اور اب بھی ہو رہا ہے جب وہ تحقیقات کریں گے تو انھیں یہ دیکھکر از بس حیرت ہوگی کہ ان کی مذہبی کتب کی سچائیاں اس اولین مذہب میں صاف طور پر پائی جاتی ہیں اور کچھ ایسی سچائیاں بھی ہیں جو ان کے مذاہب میں نہیں ہیں، قدیم آریوں کا دل بڑا فراخ تھا انھوں نے تمام انسانوں کو دھرم کی سکھشا دے کر آریہ بنایا تھا۔ جونہی آریوں نے اس فراخ دلی کو ترک کیا ان کا دھرم محدود ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی آپ بھی محدود ہو گئے' تاہم ہمارے بزرگوں نے بڑی بڑی مصیبتیں برداشت

کرکے اور سخت مشکلات کا سامنا کرکے آج تک اس دھرم کی رکھشا برابر کی ہے اب ہماری لیاقت اس میں ہے اور ہمارا بھلا بھی اس میں ہے کہ اس پیغام کو جو ہمارے بزرگوں کی کرپا سے ہم تک محفوظ حالت میں پہونچا ہے تمام دنیا میں پہونچا دیں اور ان قدیم آریوں کی طرح مکمل انسانوں کو پھر سے آریہ بنا دیں۔

(۳) سات حمد ثنا کرنے والے سات چھند ہیں چاروں ویدوں یہ سات چھند ہیں (۱) گائتری (۲) اشنک (۳) انوشٹپ (۴) برہتی (۵) پنگت (۶) ترشٹپ (۷) جگتی بس یہی سات چھند اس کلام الہی کی مہما گا رہے ہیں؛

اس طرح متذکرہ بالا بحث اور دلائل سے ہم نے دیکھ لیا کہ صرف ویدہی کلام الہی ہیں اس لئے تمام انسانوں کو ان پرہی چلنا چاہئے ۔ اوم شم

روح کیا چیز ہے؟

مسٹر ایف ایل راسن کی تحقیقات یہ ظاہر کرتی ہے کہ روح حقیقت میں انسان کے دل کا ناک جو انجیل نے رکھا ہوا ہے جسم انسان میں اسطرح رہتی ہے جسطرح کہ ہاتھ دستانے کے اندر رہتا ہے' روح قبل از موت بھی جسم کو چھوڑ سکتی ہے' یہ مادی شے ہے یا زیادہ تر ایتھر کے قسم کی جس سے میرا مطلب یہ ہے کہ روح نہایت ہی لطیف مادے کی قسم کی ہے اور اس کا وزن ایک اونس کے برابر ہوتا ہے' جیسے کہا جاتا ہے جب انسان پرواز ہوتی ہے تو دل یا روحانی آدمی اسے دیکھ سکتا ہے اور اسکی تصویر بھی اتاری جا سکتی ہے

ڈاکٹر برا ڈوڈ اپنے تجارب کی بنا پر مسٹر راسن کے قول کی تصدیق کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک نازک آلہ تصویر کشی کسی مرنے والے کے پاس رکھنے اور اسے کام میں لانے سے بادل قسم کی ایک تصویر کھنچ جاتی ہے اور وہ لاش کے اوپر نظر آتی ہے۔

پردے کے متعلق ایک مسلمان خاتون کے خیالات

آریہ سماج نے جہاں دیگر سوشل خرابیوں کو دور کرنے میں ساعی ہے ان میں سے ایک مجلسی خرابی پردہ کا بھی مسئلہ ہے [illegible] تعصب جہالت کی گھٹا [illegible] دور ہو [illegible] سب سے بڑھ کر [illegible] مسلمان بہنوں [illegible] ذیل مضمون [illegible] ناظرین [illegible] جگہ دیتے ہیں)

جہاں تک میرا خیال ہے میں کہہ سکتی ہوں کہ مشرقی لوگوں میں بہت کم ایسے آدمی نکلیں گے جو اپنے سے مخالف رائے رکھنے والے کی بات سننے کے متحمل ہوں گے، اور جو دلیلیں وہ پیش کرے اسپر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے، معلوم نہیں کہ انھوں نے مخالفت کو کیوں ایسا ہوا سمجھ رکھا ہے جب کہ سعدی سے زبردست فلاسفر کا قول ہے کہ ؎

گو دشمن شوخ چشم بیباک　　تا عیب مرا بمن نماید

درحقیقت مخالفت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی مسئلہ کا عیب و صواب عوام پر بخوبی روشن ہو جاتا ہے یہی وہ بھٹی ہے جس میں پڑ کر مسئلہ کا کھرا ہونا اپنی پوری آب و تاب سے چمک جاتا ہے یہی وہ کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا پرکھا جاتا ہے یہی وہ چھلنی ہے جس سے کوڑا کرکٹ گرد و غبار پاک ہو جاتا ہے، اس لئے مجھے یقین ہے کہ میری تحریر کو کسی دیگر خیال سے نہ دیکھا جائے گا ہاں جو کچھ میری تحریر کے جواب میں اس کے خلاف لکھا جائیگا میں نہایت خوشی کے ساتھ دیکھوں گی اور اس کا حتی الامکان موزوں جواب دینے کی کوشش کروں گی؛

پردے کے حامی لوگ پردے کی تائید میں مدت سے بہت کچھ لکھتے آئے ہیں اور پردے کی تائید اور اس کو عمل میں لانے کی نہایت سختی کیساتھ تاکید کی جاتی ہے لیکن شاید وہ اس سے ناواقف ہیں کہ عورتوں سے جتنی سختی کیساتھ پردے کی پابندی کرائی جائے گی اسی قدر مردوں کے اخلاق کی توہین [illegible] الفاظ میں ہوگی، اور اس سے زیادہ عورتوں کا اخلاق کمزور ثابت ہوگا چونکہ عرصہ دراز سے مردوں کے ہاتھ میں قلم رہا ہے اس لئے انھوں نے عورت ذات پر کھلے دل کھول کر الزام لگائے ہیں، اور پیٹ بھر کر اس کی توہین کی ہے کہیں اس کو مردوں کی غلام لکھا ہے اور اسی قسم کے عیب ظاہر کئے ہیں، عورتیں بیچاری یہ سب باتیں سنتی ہیں اور خاموش ہیں، مردوں کا مقابلہ کون کرے، نہ تعلیم یافتہ۔ نہ صاحب علم و فضل، ہم جاہل مطلق۔

ناقص العقل تو آپ سے آپ ہیں ہمارے جاہل رکھنے میں بھی مردوں کا ہی ایک ناقابل معافی قصور ہے
کیونکہ اگر ہم تعلیم یافتہ ہوں گے تو مردوں سے اپنے واجبی برابر کے حقوق مانگیں گے جن کو وہ دینا
کسر شان سمجھتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ ہم تو خود مختاری کے ساتھ جو چاہیں کریں مگر عورت ایک کاٹھ
کی پتلی کی طرح، یا ربڑ کی گڑیا کی مثال، وہ اپنے حقوق کبھی ہم سے نہ مانگے تو بہت ہی اچھا ہے، ہم دنیا کی
تازہ ہوا کھائیں، ہر جگہ جائز ناجائز مجمع میں بیٹھ کر دل بہلائیں مگر عورت گھر کی چار دیواری
میں پردے کے اندر قید رہے نامحرم عورت بھی اندر نہ جا سکے کیا خوب۔ گویا ہم طوطے مینا کی طرح
پنجرے میں بند رہ کر ان کو میٹھی میٹھی بولیاں سناتے رہیں، اور مرد ہم کو ایک خاص وقت پر خاص
طریقے سے دانا پانی دیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس سے بھی چشم پوشی کر جائیں! سبحان اللہ
کیا انصاف ہے کیا ایمانداری ہے!

خالق دنیا نے پردہ آنکھوں کو اور پاکیزگی دل کو عطا فرمائی ہے، اور شرم و حیا کا مسکن نگاہ میں
بنا دیا ہے، عورت کے پردے کی حد بس یہیں ختم ہو جاتی ہے، اگر دل پاکیزہ نہیں شرم و حیا
آنکھوں سے دور ہے تو ہزار پردے اور وہ بھی موٹے موٹے ٹاٹ کے بے فائدہ ہیں۔ کیا
ایسے موٹے موٹے پردوں میں سوراخ کرنے والیاں موجود نہیں ہیں، اور اگر دل پاک ہے
نگاہ میں شرم و حیا ہے تو یہ سارے پردے بے کار ہیں، اخلاق عورت کو بیشک پاکدامن
سکھاتا ہے نہ کہ موٹا کپڑا پردے کی جگہ تنگ کر عصمت یابی بتائے گا۔ یہ ظاہری پردہ بالکل ناچیز
جب کہ باطن درست ہے، چونکہ عورتیں بہت دنوں سے پردے کی قید میں رہتی چلی آئی ہیں
اس لئے وہ بھی ملک چین کے پچاس سالہ قید کی طرح، اس قید کو ہی بہتر سمجھنے لگی ہیں جس نے
ان کے اخلاق پر کمزوری کا الزام لگایا صحت جسمانی کو اتنا بگاڑ دیا کہ میل بھر تک چل نہیں سکتیں
دنیا کی تازہ ہوا! سیر تفریح سے علیحدہ محروم کر دیا۔ الٰہی خیر پردہ نہ ہوا وبال جان ہو گیا
یہ عورتوں کے اخلاق کی زبردست توہین ہے!

درحقیقت یہ پردے کا شدید طوفان مردوں کی اخلاقی کمزوری کا نتیجہ ہے مردوں کو پردے
کی حمایت کرتے ہوئے بے انتہا شرم آنی چاہیے کہ ہم ڈھٹائی سے پردے کی تائید نہیں
ہیں بلکہ اپنی اخلاقی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ مردوں کی طبیعت شکی زیادہ واقع ہوئی
ہے اور اسی طرح وہ اپنے خیال کے بموجب عورتوں پر بھی قیاس دوڑاتے ہیں مثل مشہور
آپ بھلا تو جگ بھلا۔ میرا خیال ہے کہ عورتوں میں فیصدی پچھتر ایسی نکلیں گی جنہوں نے

اپنے خاوند کے علاوہ غیر مرد کا خیال خواب میں بھی کبھی نہ کیا ہوگا۔ مگر مرد ذرا اپنے سینہ پر
ہاتھ رکھ کر ایمان سے کہدیں کہ ان میں فیصدی کتنے ایسے نکلیں گے جنہوں نے اپنی زوجہ منکوحہ
کے علاوہ کسی غیر عورت کو بری نگاہ سے نہ دیکھا ہو پس عورتوں کی پاکیزہ خیالی کا اس سے بڑھکر
اور کیا ثبوت ہوگا۔ ایسے پاکیزہ دل اور خیال والے لطیف عنصر کو پردے کی قید میں رکھکر
اس کی ساری خوبیوں کا ضائع کر دینا' مردوں کی ضرورت سے زیادہ عقلمندی کا کھلا ہوا ثبوت
ہے' ورنہ عورتیں اصلیت میں پردے سے راضی نہیں یوں نہ دیکھی بلا کسی خاص مرد کے دباؤ
سے کہدیں تو کہدیں' میں نے اکثر موقع پر عورتوں کو بارکش گاڑیوں پالکی گاڑیوں وغیرہ
میں سے شہر سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے اور آبادی سے دور جا کر وہ گاڑیوں سے اتر جاتی
ہیں اور پیدل چلتی ہیں جس کی وہ مدت سے شائق تھیں لیکن کمزوری کے باعث تھوڑی دور
چل کر ہانپ جاتی ہیں، گو جی گاڑی میں بیٹھنے اور اس کے پردوں میں قید ہونے کو نہیں چاہتا
مگر مجبور بیچاریاں کیا کریں!

علاوہ مسلمانوں کے ہندوستان سے بڑے ملک میں اور قومیں بھی آباد ہیں لیکن ان کے ہاں پردہ
کا یہ زور شور نہیں ہے اور خوبصورتی بدصورتی سب قوموں میں پائی جاتی ہے، کیا کوئی کہہ سکتا
ہے کہ ان کی عورتیں زیور عصمت وعفت سے عاری ہیں' علاوہ پنچ قوم کے ہندوؤں پارسیوں
میں عموماً پردے کا نام و نشان نہیں لیکن عصمت وعفت میں کہیں فرق نہیں آتا مسلمانوں کے
ہاں کی عورتیں کچھ عنقا صفت نہیں، نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا سے زیادہ خوبصورتی انہی کے ہی
حصہ میں آئی ہے، پھر خوبصورتی کوئی عیب نہیں اخلاق درست ہونے چاہئیں نگاہ پاک بین ہو۔ مرد
کو لازم ہے کہ پہلے اپنے اخلاق درست کریں یہ اس سے بہتر ہے کہ عورتوں کو پردے کی تاکید
کریں! (تمدن)

استریوں اور شودروں کو پڑھنے اور یگیوپویت کا ادھیکار

(از زبان پنڈت بھگوت دت جی بی۔اے۔ ریسرچ سکالر لاہور)

"شری پنڈت بھگوت دت جی بی۔اے ایک پرجوش فاضل نوجوان ویدک دھرم اور رشی دیانند کے پکے شیدائیوں میں سے ہیں آپ کو دن رات سوتے جاگتے بیٹھتے اٹھتے اگر کوئی خیال رہتا ہے تو بس ویدک دھرم اور ویدک جیون کا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے ایسے قابل بھائی کا نیاز حاصل ہے اور آپ نے مجھ ناچیز کی درخواست پر جیون کا مستقل مضمون نگار بننا منظور فرما لیا ہے۔ یہ مضمون پنڈت جی نے بہت جلدی میں لکھا ہے اس لئے ان عالمانہ مضامین کی جو آپ آئندہ جیون میں لکھیں گے۔ بطور ایک تمہید سمجھنا چاہئے۔ تاہم اس مضمون میں بھی آپ نے اپنے مضمون کے پکش میں جو دلائل دی ہیں وہ نہایت قابل غور ہیں۔ سوال زیر بحث ایک نہایت ضروری سوال ہے۔ اس پر بحث ہونا لازمی ہے۔ اگر کوئی مخالف خیال والے بھائی اس بحث میں حصہ لینا چاہیں گے تو جیون کے صفحات ان کے لئے حاضر ہوں گے"

(ایڈیٹر)

وِشوانی دیو سویتر دُرتانی پراسُو۔ یدبھدرم تن آسُوَ۔

ناظرین۔ اگرچہ اب یہ سوال کہ آیا استریوں اور شودروں کو پڑھنے اور یگیوپویت دھارن کا ادھیکار ہے یا نہیں۔ زیادہ زیر بحث طلب نہیں رہا لیکن تاہم بعض پرش اب بھی ایسے دکھائی دیتے ہیں جو ہٹ دھرمی یا اودیا کے باعث یہ راگ الاپے جاتے ہیں کہ ایسا کرنا شاستر وروده ہے۔ رشی دیانند نے اس کے ثبوت میں جب یجروید کے ۲۶ ادھیائے کلیتھے مام ! استریان میں پیش کیا۔ تو پہلے تو مخالف گھبرا گئے۔ آخر وہ بھی کب پیچھے ہٹنے والے تھے۔ کرتے کرتے انہوں نے یہ بات نکالی کہ یہ منتر تو یگیہ کے انت میں راجہ کی طرف سے بولا جاتا ہے۔ اور راجہ کہتا ہے کہ میری بانی میری پرجا کے لئے کلیان کاری ہو۔ اس لئے اس سے شودروں کے پڑھنے کا ادھیکار نکالنا فضول ہے۔ مگر نہیں اپنی

عادت کے موافق ایسا ارتھ کرنے والے لوگ بہت پیچھے رہے ۔ بیچارے کریں بھی کیا کبھی
وید کے گہرے مضامین کو وچارا ہو تو کچھ کہیں ۔ پاٹھک ذرا ان لوگوں کی غلطی دیکھیے ۔
وید میں جگہ بہ جگہ سنسار کو ایک یگیہ ظاہر کیا گیا ہے ۔ پرجاپتی ایشور یعنی پرماتما
اس سنسار کے مہان یگیہ کا راجہ ادھیراج ہے ۔ وہ پرماتما جب سنسار کی اُتپتی کر چکا ۔
تو اس نے براہمن ۔ کشتری ۔ ویش ۔ شودر ۔ نیچ ۔ اتی نیچ ۔ ستری آدی گویا کہ سارے جو عقل
لوگوں کے لیے جو اس کی پرجا روپ تھے وید بانی کا اُپدیش دیا ۔ اور کہا کہ جس پرکار میرے دوسرے
پدارتھ سب کے لیے یکساں ہیں اسی طرح میری وانی بھی سب کے لیے ایک سی ہے ۔ اب ذرا اور
گہرا جائیے ۔ سنسار میں جتنے یگیہ ہیں وہ ان مہان یگیوں کا نقشہ ہیں جو کہ ایشور کی سرشٹی
میں ہو رہے ہیں معمولی ہون کو ہی لیجیے ۔ سوریہ اپنی چھپی چھپی کرنوں سے بنسپتیوں
کے رس کو کھینچ کھینچ کر کرہ ہوائی میں پھیلا رہا ہے اور اس پرکار سے اندھی کو دور کر رہا
ہے ۔ گندے مادے کو بھی بھسم کر رہا ہے ۔ لیکن پاٹھک یہ نہ سمجھنا کہ اس سے
آپ کے لیے ہون کی ضرورت نہ رہی ۔ اصل میں بات اور ہے ۔ یہ سوریہ کا یگیہ ان کے لیے
ہے جو عقل رہت ہیں ۔ مثلاً جانور وغیرہ وہ بھوگ یونی ہے ۔ ان کے پھیلائے درگندھ
کا بھی نوارن ہونا تھا ۔ اس لیے ایشور نے نیم ہی ایسا رکھا ۔ مگر حضرت انسان کو تمام
کام بھی کرنے پڑتے ہیں ۔ جیسے سارے جانور پکی پکائی خوراک حاصل
کرتے ہیں ۔ مگر ہمیں سب کچھ آپ تیار کرنا پڑتا ہے ۔ اسی طرح اپنے پھیلائے ہوئے درگندھ
کو دور کرنے کے لیے ہون کرنا بھی ہمارا اپنا کام ہے ۔ الغرض اس سے ۔ مطلب یہ ہے کہ اس
دنیا میں ہمارے سارے یگیہ ایشوریہ یگیوں کا نمونہ ماتر ہیں ۔ اسی طرح وکت منتر ہیں ۔
دنیاوی راجہ کا ارتھ چاہے کچھ شودروں کے لیے مان بھی لیں مگر اصل ارتھ اسی درسنوگ یگیہ
کو درشا رہا ہے کہ جس کا کرنے والا پرم پتا پرماتما ہے ۔ تو اب سدھ ہو گیا کہ وید کی ودیا
سب کے لیے ہے ۔ کیا برہمن کے لیے اور کیا کشتری کے لیے کیا ستری کے لیے ۔ اور کیا شودر
کے لیے وید اور آرش شاستروں میں اس اکھر لیے کے اور بھی سینکڑوں پرمان آئے ہیں ۔
جو کہ وقت ضرورت لکھے جا سکتے ہیں ۔ مگر اب ہم یہ وچارنا چاہتے ہیں کہ ستری اور شودر کو
یگیہ پویت دینا چاہیئے یا نہیں ۔ پرمان او ٹھک نہ دیکر میں اس بحث کو نئے ڈھنگ پر
چلانا چاہتا ہوں ۔

یہ سب کو سویکار ہے کہ یگیوپویت ودیا کا ایک بھاری چہنہ ہے۔ اور بدی اس کے
دھارن کرنے پر سارے فرائض اچھی طرح کیے جائیں۔ تو اتیک لابھ ہوتے ہیں
مثلاً یگیوپویت کے دیئے جانے پر جو منتر بولا جاتا ہے۔ اس میں ہی کہا ہے کہ یگیوپویت
کا دھارن کرنا۔ بل۔ آیو اور تیج وغیرہ کو بڑھاتا ہے۔ خیر۔

شودروں کے وشئے میں کہ جو شودرتا کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ پارسکر اسمرتی سوتروں
میں کہا ہے۔ کہ ان کو برہمچریہ سکھایا جائے جس کے لئے انہیں اپنین کرایا جائے۔ باقی
استریوں کے لئے ہو وید اور آستولائین آدی شروت اور ستروں میں کہا ہے کہ کنیا بھی برہمچریہ
ورت کو دھارن کرے۔ اب یہ سب جانتے ہیں۔ کہ برہمچریہ اور یگیوپویت کا لیشا دونوں ایک
ہی باتیں ہیں۔ یگیہ پویت کے بنا اصلی برہمچریہ کا کچھ ارتھ ہی ہیں۔ اگرچہ یہ ایک نشانی ہے لیکن
پھر بھی یہ ضروری نشانی ہے۔ جب ایسا ہے تو کبھی ہو سکتا ہے کہ استریوں وغیرہ کو یگیہ پویت
نہ دیا جائے۔ ہمارے مخالفوں میں سے بھی کون ہے۔ جو چاہتا ہے کہ اسکی ماتا۔ کنیا یا بھگنی کی
آیو تھوڑی ہو۔ اس میں بل اور تیج نہ ہو۔ وہ بیچاری ماتا پتا۔ بھائی بندھوں کے ہوتے ہی یتیم ہو
اس لئے اسے وید بھگوان کی آگیا ہرگز ہرگز نہ توڑنی چاہیئے۔ ہم کہہ چکے ہیں۔ کہ یگیوپویت کے اصل
طور پر دھارن کرنے سے اپر دکت گن بڑھتے ہیں۔ اور یہ وید میں کہا ہے۔ اس لئے یہ ضروری
ہوا کہ جہاں بھی یہ گن پیدا کرنے ہوں وہاں یگیہ پویت ضرور دھارن کروانا چاہیئے۔ ہاں اگر
کوئی ان سے پہلے ہی اوپر ہو تو اس کا پرمانا رکھتے تک۔ یہ سوال کا ایک پہلو ہوا۔ زیادہ وچار
اور پرمان آگے پیش کرونگا۔ لیکن مخالف یاد رکھیں کہ انہیں سچائی کو جانچتے ہوئے ہر ایک
بات کو سینہ ٹھہرنے پر جانا ہوگا۔

بھگوت دت

عورتوں کی عظمت

"اے استری گھر کی مالک بننے کے واسطے گھر جاؤ اور جتنے لوگ جمع ہوں ان سے رانیوں کی طرح گفتگو کرو" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۲۶)
تو خوش رہے اور اپنے بچوں سمیت خوشحال ہو گرہست میں تاکہ گھر میں خوب ہوشیاری سے راج کرو گے
آگے منتر ۴۶ میں نہایت تفصیل کیساتھ استری کی عظمت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے "اپنی
ساس اور سسر پر پورا ادھیکار رکھو اپنی نند اور دیوروں پر کھلی حکومت کرو"

دھرم کی جے

کمبھ کے میلے پر لاکھوں کی تعداد میں نر ناری ہردوار میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اس پراچین تیرتھ استھان میں گویا انسانوں کا ایک طوفان امڈ آیا تھا۔ جس طرف نگاہ کرو منشیہ سرشٹی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر دکھائی دیتا تھا۔ ہر طرف گلی بازار کوچہ مردوں عورتوں اور بچوں سے پٹا پڑا تھا۔ علاوہ مکانوں کے کھلے میدانوں میں عارضی سایہ بنا کر یا آکاش کے قدرتی سائے تلے پرماتما کے امرت پتر لاکھوں کی تعداد میں شردھا اور بھگتی کے بھاؤ سے پریرے جا کر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔

آج کمبھ کے مہاتم کا اصلی دن ہے۔ ہر کی پوڑی پر خلقت کی اس قدر بھیڑ ہے کہ الاماں کندھے سے کندھا چھلتا ہے۔ سانس تک لینا مشکل ہو رہا ہے۔ ایک طرف سے بھیڑ کا ریلا آتا ہے اور لوگوں کو اس طرح بہا کر لے جاتا ہے جس طرح بھگوتی بھاگیرتی اپنی منوہر لہروں میں گھاس کے تنکوں کو بہائے لئے جاتی ہے۔ پولیس کے سپاہی ہر جگہ تعینات ہیں۔ علاوہ اس کے کئی سبھا سوسائٹیوں کے نوجوان والینٹیر جذبہ حب الوطنی سے مجبور ہو کر طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے بھی اپنے ہم وطنوں کی تکالیف کو حتی الوسع دور کرنے کے لئے جا بجا موجود ہیں۔ یہ لوگ بھی عجب دھن کے پکے ہیں۔ بعض موٹا سمجھ اشخاص ان اپنے سیوکوں کو سخت سست کہنے سے بھی نہیں ٹلتے۔ لیکن یہ سب کچھ برداشت کرتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے ہم وطنوں کی سیوا میں مشغول ہیں۔ بیماروں کے لئے ڈولیاں لئے پھرتے ہیں۔ گرے ہوؤں کو اٹھاتے بھولے بھٹکوں کو راہ پر لگاتے ہیں۔ جہاں کہیں یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی تکلیف میں ہے بجلی کی طرح تڑپ کر پہنچتے ہیں اور آن کی آن میں میدان صاف کر کے اپنی جگہ پر آ کھڑے ہوتے ہیں۔

بھارت ماتا کے سچے پترو! تمہارا جیون دھنیہ ہے تمہارا اوپکار تمہاری سیوا برتی اور تمہاری دھرم بھاؤنا قابل تعریف ہے۔ آؤ تمہارے قدموں کی خاک کو میں اٹھا لوں اور سر آنکھوں پر لگا لوں۔ مبارک ہیں وہ مائیں جنہوں نے تمہیں پیدا کیا اور دھنیہ ہے دھرم جس نے تمہیں ایسا جیون پردان کیا۔

۲

"کچلے گئے" "مر گئے"۔ "دوڑو" "تھمو" "بچو" ہر کی پوڑی کی طرف سے اس طرح کی آوازیں

آرہی ہیں۔ پولیس والوں نے ناکے بند کر دیے ہیں تاکہ خلقت کا مزید ہجوم آگے نہ بڑھنے پائے
سیوا سمیتیوں کے والنٹیر سنتریوں کی طرح آگے بڑھکر لوگوں کو تھام رہے ہیں۔ عورتوں اور بچوں
کی چیخ و پکار سے آسمان کا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ گرہن پر ب کے موقعہ پر ہر کی
پوڑی میں اشنان کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے کئی یاتری بھیڑ میں آکر ہلاک ہو گئے ہیں
ہائے یہ چیخ پکار ہے اتنے میں آریہ سیوا سمتی کے ایک والنٹیر ستیہ برت نے دیکھا کہ
بھیڑ میں سے بمشکل نکل کر دو جوان استریاں ایک طرف کھڑی ہو گئیں۔ اور متحیر ہو کر
چاروں طرف نگاہ ڈال رہی ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے۔ دل دھڑک
رہے ہیں چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں۔ بیتاب ہو کر اس طرح ادھر ادھر دیکھ
رہی ہیں جیسے شیر سے ڈری ہوئی ہرنی۔ ان کے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے
ساتھ والوں سے علیحدہ ہو گئیں اور بسبب ... کے بے یار و مددگار رہ جانے کے
بیتاب ہو رہی ہیں۔ چاروں طرف نگاہ ڈالتی ہیں لیکن ساتھ والے مردوں کا کچھ سراغ
نہیں ملتا۔ سچ ہے ایک نوجوان استری کے لئے اس سے بڑھکر اور مصیبت کیا ہو سکتی ہے۔
ستیہ برت فوراً ان کی منو اوستھا کو سمجھ گیا اور پاس آکر اس نے نہایت عاجزی اور ادب
سے پوچھا "ماتاؤ! کیا آپ دونوں کے ساتھی اس ہجوم میں بھول گئے ہیں" ہم بتلا آئے
ہیں کہ دونوں استریاں نوجوان تھیں ایک کی عمر قریباً ۱۸ برس کی ہوگی اور دوسری کی شاید
بیس سے بھی کم ہو۔ صورت شکل رنگ ڈھنگ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی خاندانی
استریاں ہیں۔ ستیہ برت کو اس گھونگھٹ میں دبا بچاؤ سے پوچھتے دیکھکر پہلی استری نے
اس کی طرف عاجزانہ نگاہوں سے دیکھا اور دوسری نے دیکھنے کے لئے اپنا گھونگھٹ
ذرا سا اٹھایا لیکن پھر کچھ خیال آجانے پر ڈھانپ لیا۔ ستیہ برت نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
"اس خلقت کے انبوہ کثیر میں آپکے ساتھیوں کا ملنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی نہیں
کہا جا سکتا کہ بھیڑ ہٹ جانے پر وہ ضرور مل جائیں گے کیونکہ تمام سڑکوں پر خلقت کا ایک
طوفان امڈا آرہا ہے نہ معلوم یہ کب ختم ہو کب کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت دھکے میں اپنی جگہ پر
قایم رہنا مشکل ہو رہا ہے۔ بال بچوں اور عورتوں کی چیخ پکار اور مصیبت کو دیکھا کر رہی ہے
ایسی دشا میں گھر لوٹنا ناممکن ہے کیونکہ کوئی گاڑی اور یکہ دیکھی نظر نہیں آتی۔ اور آپ کی
حالت دیکھ کر یہ بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ آپ پیدل چل سکیں۔ کیا کیا جائے سخت مشکل

کا سامنا ہے۔ اچھا آپ یہ بتاؤ کہ آپ کہاں کی رہنے والی ہیں اور وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے؟"

پہلی استری بولی: "ہم یہاں پہلی ہی دفعہ اپنے گھر والوں کے ساتھ آئی ہیں۔ ہمیں یہاں کے مقام کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔"

ستیہ برت: "آپ دونوں کا اصلی گھر کہاں ہے؟"

پہلی استری: انبالہ کے نزدیک موضع رامپور ہے۔

ستیہ برت: جہاں چودھری ظالم سنگھ رہتا ہے؟

پہلی استری نے یہ دیکھ کر کہ یہ اُن کے گھر والوں سے واقف ہے دوسری کی طرف اشارہ کر کے کہا "ہاں! ہاں!! یہ اُنہیں کی دھرم پتنی ہے۔ کیا آپ ہم دونوں کو رامپور پہنچا سکتے ہیں؟"

یہ سنکر دوسری استری نے پہلی کے کان میں کہا "ارے کہیں یہ ٹھگ نہ ہو؟ اس کے ساتھ جانے سے کہیں ہم اور بھی مصیبت میں پھنس جائیں؟" حالانکہ یہ بات دوسری استری نے اپنی ساتھ والی کے کان میں ہی کہی تھی لیکن ستیہ برت نے سن لی۔ اور وہ ہنس کر بولا

"ماتا! آپ دونوں کا میں پتر۔ میرا نام ستیہ برت ہے اور میں مہاشہ پریم دت کا بھانجا ہوں اور ایک آریہ ہوں۔" پریم دت رامپور کا باشندہ تھا۔ ظالم سنگھ پریم دت سے ایک ٹکڑہ زمین کے لئے جھگڑتا ہوا عدالت سے ہار گیا تھا۔ پریم دت کی مرتیو ہو چکی ہے۔ لاولد ہونے کی وجہ سے اسکی تمام جائداد اور ظالم سنگھ کے ساتھ دیرینہ عداوت کا ورثہ اب ستیہ برت ہی کا ہے۔

ظالم سنگھ ایک معمر شخص ہے ساٹھ برس سے کم کا نہ ہوگا۔ چونکہ اس کے کوئی لڑکا بالا نہ تھا اس لئے اس نے بڑاوستھا میں تھوڑا عرصہ گذارش دی ہے۔ اس کا کام لوگوں کو روپیہ قرض دینا ہے۔ لیکن جو بدنصیب شخص ایک دفعہ اس کے جنگل میں پھنس جائے پھر کبھی نہیں نکل سکتا۔ ستیہ برت جب کبھی اپنے ننہال میں جاتا تو اپنے پاس سے روپیہ دیکر کئی بدقسمت لوگوں کو اس اسم بامسمی شخص ظالم سنگھ کے پنجے سے رہائی دلاتا تھا۔

پہلی استری کا پتی ایک بھولا نامی شرما ہے جو ایک غریب اور زیادہ ... تھا

ستیہ برت نے اس کی پتری کے بواہ کے سمے اسے ابھی بہت کچھ مالی مدد دی تھی اور آخر
اسی کی وساطت سے اسے امبیارہ یہ مڈل سکول میں مدرسی کی جگہ مل گئی تھی۔ جس سے
کہ وہ اب اپنا گذارہ کرتا تھا۔ لیکن تنخواہ کم ہونے کے باعث کچھ بچا نہ سکتا تھا ایکدفعہ
بیمار پڑا اور کئی ماہ تک چارپائی سے نہ اُٹھ سکا گھر میں جو کچھ اثاثہ تھا سب ٹھکانے لگانے
پر بھی تندرستی نے منہ نہ دکھایا۔ لاچار اس نے ظالم سنگھ کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اس
سے کچھ روپے قرض لئے۔ ستیہ برت چونکہ اپنے ننہال میں جا کر بہت کچھ اپکار کرتا تھا
اس لئے ظالم سنگھ کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ خاندانی عداوت بھی تھی۔ پس ہر وقت اس سوچ
میں رہتا تھا کہ کسی طرح اسے نقصان پہنچائے

ستیہ برت بال برہمچاری ہے اس نے تمام عمر اسی اوستھا میں رہ کر ویدک دھرم پرچار
کرتے ہوئے اپنے جیون بتیت کرنے کا برت کیا ہوا ہے اس کا موٹو یہ ہے کہ ع

اگر ہے جیون کی تجھکو خواہش دھرم پہ تن من نثار کر دے
مثال تخم اپنی کھو کے ہستی جہاں کو رشک بہار کر دے

لیکن باوجود ایں ہمہ اس کے دشمنوں دویشیوں اور نندکوں کی بھی کمی نہیں۔

۳

جب ستیہ برت نے اس طرح اپنا پتہ ٹھکانا نہ بتلایا تو بھولا ناتھ کی استری سمجھ گئی کہ یہ تو ہمارا
وہی سہایک ہے یعنی ہماری پتری کے بواہ کے سمے سہائتا کی تھی اور جس کے اپکار اور دھرم بھاؤ
کی تمام رامپور میں دھوم ہے۔ یہ جان کر یہ دیوی ستیہ برت کے چرنوں پر سیس نوانے کے
لئے جھک گئی لیکن ستیہ برت نے فوراً روک دیا اور عاجزانہ پریم بھرے لہجے میں کہنے لگا "ماتا
مجھے کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہو۔ میں تو آپ کا پتر ہوں"۔ دوسری طرف زیوروں سے
لدی ہوئی ظالم سنگھ کی استری بھی یہ دیکھ کر مغرورانہ انداز میں اپنا منہ دوسری طرف پھیر
بھولا ناتھ کی استری نے نمر بھاؤ سے ستیہ برت سے پھر نویدن کیا۔ "مہانوبھاؤ! آپ
ہم دونوں کو اپنے گھر بہت جلد پہنچا دیں۔ آپکا بڑا اپکار ہوگا۔ آپکے سوائے اس وقت ہمارا
کا اس پردیش میں اور کون ہے؟"
ستیہ برت نے کہا آج مجھے بھی سہارنپور جانا ہے۔ ایک مصیبت زدہ بھائی نے مجھے وہاں
بلایا ہے۔ وہاں کا کام ختم کر کے میں آپ کو آپکے گھر پہنچا دونگا۔

یہ سنکر دوسری استری نے پہلی استری کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تو تم جان گئی ہوگی کہ میرے پتی کا شترو (دشمن) ہے پھر میں اس کے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں؟"

ستیہ برت سمجھ گیا کہ یہ دیوی کیا کہہ رہی ہے اس لئے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا "دیوی تم ذرا بھی شک دل میں نہ لاؤ۔ تم میری ماتا ہو اور میں تمہارا پتر ہوں۔ میرے ساتھ جانے میں آپ کو کسی طرح کا ڈر نہ کرنا چاہیئے۔ ظالم سنگھ مجھ سے خواہ مخواہ ورودھ رکھتا ہے۔ میں اس سے رتی بھر دویش نہیں رکھتا۔ پھر دویش پر اوچار اور ستیہ دھرم پرچار ہے یہی ہم سب کو ہمارے رشی دیانند کا حکم ہے اور اسی رشی رن اتارنے کے لئے میں نے سیوا برت دھارن کیا ہوا ہے۔"

ماتا کہکر مخاطب کئے جانے سے استریوں کے دل میں ایک خاص کشش پیدا ہوتی ہے اور اس لفظ کے سنتے ہی ان کا خوف شک شبہ اور لحاظ وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔

ظالم سنگھ کی استری بھی ماتا نام سے سمبودھن کئے جانے پر ستیہ برت کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

ستیہ برت نے ان دونوں دیویوں کو ساتھ لیکر خلقت کے انبوہ کثیر کے دھکے سے بچتا بچاتا بصد مشکل اسٹیشن پر پہنچا۔ اور کسی نہ کسی طرح ٹکٹ خرید اور گاڑی پر سوار ہو سہارنپور کو روانہ ہو گیا اور سہارنپور پہنچکر اس نے ظالم سنگھ کو تار دیدی۔

۴

ظالم سنگھ اور بھولا ناتھ ہر کی پوڑی پر دھکوں کے باعث اپنی استریوں سے علیحدہ ہو کر بہت کچھ دوڑ دھوپ کرتے رہے لیکن انہیں ان کا کچھ پتہ نہ ملا۔ بھولا ناتھ نے چاروں طرف گلا پھاڑ پھاڑ کر اپنی استری کا نام لے لے کر پکارا لیکن ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں۔ کے مصداق اسکی چیخ پکار انبوہ کثیر کے شور کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ لاچار مایوس ہو کر دونو اپنے گھروں کو روانہ ہو آئے۔ یہاں آکر انہیں ستیہ برت کا تار ملا۔ جسے پڑھ کر بھولا ناتھ کو کچھ ڈھارس بندھ گئی لیکن ظالم سنگھ کی آنکھیں غصہ سے لال ہو گئیں۔ اور وہ بھولا ناتھ کو مخاطب کر کے چلا کر کہنے لگا۔ بے شرم تجھے شرم نہیں آتی اس سے بڑھکر تباہی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تو ہنستا ہے۔ کیا تو نہیں سمجھا کہ بدمعاش دولت ستیہ برت ان نوجوان استریوں کو اپنے ساتھ کیوں لے گیا ہے؟ اور کیا وہ انہیں ...

کئے بغیر رہیگا ہرگز نہیں"۔

بھولا ناتھ۔ ایسا نہیں ستیہ برت ایسا شخص نہیں۔ اس کا جیون نشکلنک ہے۔ اگر اس کے دل میں کوئی پاپ ہوتا تو وہ تار ہی کیوں دیتا۔

ظالم سنگھ۔ ارے مورکھ یہ تو اس کی اور بھی شیطانی ہے۔ اس نے ہم سے چال چلی ہے تاکہ اس پر کہیں اغوا کا مقدمہ نہ چلایا جائے۔ کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ ان استریوں میں ایک استری اس کے دشمن ظالم سنگھ کی بھی ہے جو مجھے کبھی نہیں چھوڑیگا۔ اس لئے یہ تار ارسال کر دی ہے تاکہ دیکھ سکیں کہ اگر اس کو بے قصور اور ان استریوں کا رکھشک تصور کر لوں"۔

سرل ہردہ بھولا ناتھ نے بہت کچھ کہا لیکن کچھ پیش نہ چلی آخر اُسے ظالم سنگھ کی ہاں میں ہی ہاں ملانی پڑی۔ لیکن ستیہ برت کے کئے ہوئے اپکار نے اُسے ایکدفعہ کہنے پر مجبور کر دیا "اچھا! سہارنپور چلکر پہلے اسکی چال ڈھال دیکھیں گے اور اگر کوئی شک پیدا ہوا تو مناسب کارروائی کرینگے"۔

دانتوں سے ہونٹھ کاٹتا ہوا اور غصہ سے کانپتا ہوا ظالم سنگھ بولا "لعنت ہو ایسی بیوقوفی اور بہرا بھلکا رہے۔ ایسی بے عقلی پر۔ کیا تو مجھے بھی اپنے جیسا ہی سمجھتا ہے۔ ارے اس وقت اگر پولیس میں اطلاع دیجائیگی تو مقدمہ کی بنیاد پختہ ہو جائیگی اور سہارنپور جانے میں دیر ہو جانے سے اسکی بنیاد بہت کمزور ہو جائیگی"۔

اتنا کہکر ظالم سنگھ نے بھولا ناتھ کو نرمی سے سمجھانا شروع کیا کہ "بھولا ناتھ تم میری بات مانو۔ میرے ساتھ آؤ۔ چلکر دونوں پولیس میں رپورٹ کریں کہ ستیہ برت ہم دونوں کی استریوں کو اغوا کرکے لے گیا ہے اور اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لئے سہارنپور سے اس نے تار بھیجا ہے۔ اٹھو! دیر نہ کرو۔ ایسا کرنے سے تجھے بڑا بھاری فائدہ حاصل ہوگا۔ میں ایک وعدہ کرتا ہوں کہ جتنے روپے تم نے قرض لئے ہوئے ہیں ان کا سود معاف کرتا ہوں اور اگر تم اپنی استری سے عدالت میں ستیہ برت کا دوش ثابت کرادوگے تو تیری اصل رقم بھی چھوڑ دونگا۔ اگر خلاف ورزی کروگے تو عدالت میں قرضہ کی نالش کر کے تجھے جیل میں بھجوا دونگا۔ یہ سمجھ لو کہ ظالم سنگھ جو کہا کرتا ہے وہ کر کے دکھایا کرتا ہے"۔ یہ بات سنکر بیچارے بھولا ناتھ کے پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی۔ کاٹو تو لہو نہیں

بدن ہلیا۔ اس قدر بدحواس ہوگیا کہ کچھ اونچ نیچ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کبھی سوچا گیا کہ میں ستیہ برت جیسے دھرماتما شخص پر جس نے مجھ سے اس قدر اپکار کئے ہیں متھیا دوش آروپن کروں اور اُسے خواہ مخواہ دکھ میں ڈالوں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہ ہوگا لیکن جب قرضے سے رہائی اور بصورت خلاف ورزی ظالم سنگھ جیسے نیچ کی دائمی عداوت کا خیال آتا تو وہ اس نیچ کام پر آمادہ ہو جاتا غرضیکہ اسی طرح کچھ دیر تک اس کے دل میں دیو واسور سنگرام جاری رہا۔ اور افسوس آخر نیچ بھاودل نے اس پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اور ظالم سنگھ کے ساتھ چل پڑا۔ دونوں نے انبالہ جاکر پولیس میں رپورٹ لکھادی اور ستیہ برت نے جو تار بھیجا تھا۔ وہ بھی پولیس کے حوالے کردیا۔ اور یہاں سب کام کاج ٹھیک کرکے یہ دونوں سہارنپور کو روانہ ہوگئے۔

۵

سہارنپور کی پولیس سٹیشن پران کی منتظر تھی گاڑی سے اتر کر یہ دونو پولیس کو ساتھ لئے تار میں جو پتہ لکھا تھا وہاں پہنچے۔ پولیس نے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دروازے پر جاکر ظالم سنگھ نے ستیہ برت کو پکارا جسے سنکر وہ فوراً باہر نکل آیا۔ اور پولیس نے فوراً گرفتار کرلیا

بھولا ناتھ کی استری پدماوتی بھی اپنے پتی کی آواز پہچان روتی ہوئی باہر نکل آئی۔ اور اپنے پتی کے چرنوں پر گر پڑی۔ ظالم سنگھ کی استری نے بھی اپنے پتی کو عاجزی سے نمسکار کیا۔ ستیہ برت گرفتار ہوتے ہی مقدمہ کی تمام باتوں کو سمجھ گیا۔ لیکن وہ ایک سچا آریہ ویر تھا اُس نے حوصلہ نہ چھوڑا بلکہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ ع ہرچہ آید بسر فرزند آدم بگزرد پولیس جب ستیہ برت کو ہتھکڑی لگاکر تھانہ کو چلی تو گردو نواح کے لوگوں کو جو اس افسوسناک حادثہ کی وجہ سے جمع ہوگئے تھے ازحد افسوس و رنج وقلق ہوا کئی آدمیوں کے تو آنسو بھی نکل پڑے۔ ستیہ برت نے اُن کی ایسی دشا دیکھ کر انہیں میٹھی بانی سے کہا کہ دوستو ذرا رنج نہ کرو۔ پرماتما جو کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں اس میں بھی شاید میری کوئی بھلائی ہی مدنظر ہو۔

آریہ پرنتو است دھرم کا کام کرتے ہوئے راستے میں کئی مشکلات آیا کرتی ہیں گیا تم نے رشی دیانند کا اتہاس نہیں پڑھا دیکھو وہ لوگوں پر پھول برساتا تھا لیکن مورکھ اس پر

پتھر پھینکتے تھے - وہ امرت پلاتا تھا لوگوں نے اُسے زہر دیا - کیا تم نے شہید اکبر پنڈت لیکھرام کا جیون نہ ملاحظہ نہیں کیا - دیکھو وہ جنتا کو گمراہ دیکھ کر دن رات متفکر و مغموم رہتا تھا اور جنکی فلاح و بہبود کے لئے وہ دل وجان سے کوشش کرتا تھا وہی اسکی جان کے لاگو بنے ہوئے تھے آخر ایک دن ایک محسن کش نے اس کے پوتر خون سے اپنے پلید ہاتھوں کو رنگا اور اس دھرم بیر کو جام شہادت پلایا - جب ایسے ایسے بزرگوں پر بھی دھرم پرچار اور اوپکار کرتے ہوئے مصائب آئیں تو میں تو کس شمار میں ہوں -

میرے دوستو - ہمارا فرض کام کرنا ہے پھل دینا پربھو کے ہاتھ ہے - ہو سکتا ہو کہ یہ میرے ہی کسی کرم کا پھل ہو اس لئے رنج و غم کی کوئی وجہ نہیں - بس رشی کے جیون سے سبق لو اور لوگوں کے بُرے سلوک سے ذرا نہ گھبراتے ہوئے ہمیشہ پرانی مانر کے کلیان کے لئے کوشاں رہو - یہی ہمارا فرض ہے اور یہی ہمارا دھرم ہے ؎

ستم سہے جا کرم کئے جا" یہی تھا طرز عمل رشی کا
اسی پہ عامل پریم تو ہو کہ حق تجھے کامگار کر دے

ادھر بھولا ناتھ نے پدماوتی سے ستیہ بدھ کی بے نظیر امداد اور دھارمک سلوک کی بات سنی - اور قرضہ سے رہائی دینے کے متعلق اس نے ظالم سنگھ کا وعدہ پدماوتی کو بتلایا جسے سنکر اس دیوی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور وہ گھبرا کر بولی " افسوس آپ پنچ ظالم سنگھ کے کہنے پر اور ایسے دھرماتما پر اوپکاری شخص پر جھوٹا دوش آروپن کرنے اور اس کو کشٹ پہنچانے کے لئے تیار ہیں کیا قرضہ سے رہائی پانے کا اور کوئی طریق نہیں" بھولا ناتھ نے کہا " پیاری بدھا - اب تو جو ہونا تھا سو ہو چکا - مقدمہ کا بیج بویا جا چکا ہے اور عدالت میں تجھے اس کا بیچار سدھ کرنا ہوگا "

پدماوتی اس بات کو سنکر کانپ اٹھی پتی کے یہ الفاظ کہ " عدالت میں اب تمہیں اس کا بھیچار سدھ کرنا ہوگا " تیر کی طرح اس کے سینے میں لگے اور دل و جگر کو کاٹ کر ایکدم پار ہوگئے - ستی کا تیج بجلی کی طرح چمک اٹھا اور غصہ سے اس کا بدن بید مجنوں کی طرح کانپنے لگ گیا - بھولا ناتھ یہ اوستھا دیکھ کر بڑا گھبرایا - اس کا حوصلہ نہ ہوا کہ ستی کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر گردن جھکا کر چپ چاپ کھڑا رہا - پدماوتی نے پتی کی یہ اوستھا دیکھکر کہا -
" کیا اس وقت میں آپکی استری ماتر ہی ہوں - نہیں ہیں ہندوستان کی ماتا بھی ہوں -

نہیں آپ اس بات کو بھول گئے کہ میکو بیگا اولاد مانا بھی اس طرح کسی پر جھوٹے الزام لگا سکتی ہے
ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اچھا۔ آج ہی آپ سے میں رخصت ہوتی ہوں۔ اب میرا دنیا میں
رہنے کا کوئی دھرم نہیں۔ ایشور آپ کو اور آپکے بچوں کو تندرست رکھے"۔
بھولا ناتھ نے سمجھا کہ یہ غصے میں ایسی باتیں کر رہی ہے بہتر ہے یہاں سے ٹل جاؤ۔
چنانچہ وہ نہایت نیچا کئے وہاں سے چپکے سے کھسک گیا۔ اور اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا
وہیں اس نے شام کا کھانا کھایا اور سو رہا۔ پدماوتی کی باتیں اس کے دل میں رہ رہ کر
ٹیس پیدا کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ستی ست وکتا ہے۔ انہیں خیالوں میں وہ سو گیا
خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ پدماوتی نے اپنے سینے میں خنجر مار لیا ہے اور خون
میں لت پت پڑی ہے۔ اس بھیانک نظارہ کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو
دن نکل آیا تھا۔ تڑپ کر بستر پر سے اٹھا اور پدماوتی کے کمرے کی طرف چلا۔ وہاں جا کر کیا
دیکھتا ہے کہ بستر خالی پڑا ہے۔ پدماوتی نہیں ہے۔ دل پر مانو بجلی گر گئی اور وہ سوکھے ہوئے
درخت کی طرح فرش پر دھڑام سے گر پڑا۔ ہوش آنے پر اس نے بستر کے سرہانے کے نیچے پڑا ہوا۔ ایک خط
پایا۔ جو پدماوتی کا لکھا ہوا تھا اور جس کا مضمون یہ تھا۔
پران آدھار۔ میرے چرتر میں کچھ دوش روپ کلنک لگ گیا ہے۔ جو اس جیون سے
کوچ کئے بغیر صاف نہیں ہو سکتا۔ ایک ستی پتی ورتا استری کے لئے یہ الزام ناقابل برداشت ہے
اس لئے میں نے اس ناچیز جیون سے مکتی حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ مجھے نا سمجھ سمجھ
میں آخری پرارتھنا کرتی ہوں کہ میرے قصور معاف فرمائیں۔ اور اس کلنکنی داسی کو کبھی بھی
بھولے سے یاد کر لیا کرنا یہی میری عرض ہے اور یہی میری پرارتھنا۔

آپکی ابھاگنی
پدما

پدماوتی نے خودکشی کر لی تمام شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی جس نے سنا از حد رنج کیا
اور بھولا ناتھ کو ہزار ہزار صلواتیں سنائیں۔ بھولا ناتھ بیچارے کی زندگی تباہ ہو گئی۔ پدماوتی
اس کی صرف دھرم پتنی ہی نہ تھی بلکہ زندگی کا ایک سہارا تھی اسی کی مدد سے وہ اپنا نرواہ
کر رہا تھا۔ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا کبھی بچوں کے سر پر ہاتھ رکھتا اور انہیں چومتا کبھی پدما
کی کتابوں اور دیگر چیزوں کو دیکھ دیکھ کر آہیں بھرتا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہتا۔

"پرماتما! بیٹے جو کچھ کیا ہے وہ ظالم سنگھ کے جھانسے میں آکر کیا ہے۔ میں بڑا نیچ مورکھ تھا
کہ اس کے بہکاوے میں آ گیا۔ اسی نے میرے گھر کو تباہ کیا۔ میرا جیون نشٹ کیا ہے اور
میرے بچوں کو ماتا کی گود سے ونچت کیا ہے۔ پرماتما ظالم سنگھ میں اور مجھ میں نیائے کرے۔
میں اور کچھ نہیں کہتا۔"

پدماوتی کے مرنے پر ظالم سنگھ کو بڑا افسوس ہوا۔ اس لئے نہیں کہ ایک ستی ساوتری اسکی
نیچتا کا شکار ہوئی بلکہ اس لئے کہ اس کی موت سے اس کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔
لیکن وہ بھی ایک ہی ڈھیٹھ اور بے شرم تھا۔ اس نے اپنی استری کو سکھا پڑھا کر عدالت
میں ستیہ برت کا بھیچار ثابت کرنے پر تیار کیا۔ اپنی ناک کاٹ کر دوسرے کی زندگی خراب
خراب کرنے میں جو سکھ ہوتا ہے وہ ظالم سنگھ ہی جانتا تھا۔ آخر عدالت کے اجلاس میں سماعت
مقدمہ کا دن آ گیا۔ ستیہ برت کو عدالت میں بلایا گیا۔ اور ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا
کیا گیا۔ اس کے چہرے پر رنج و ملال کا نام و نشان نہ تھا۔ چہرے سے حسب المعمول شانتی
برس رہی تھی اور دھرم کا تیج اسکی پیشانی پر چمک رہا تھا۔

گواہان استغاثہ پیش ہوئے۔ روپے کے آگے سب کچھ سہل ہے۔ کئی گواہوں نے چشم دید حالات
بیان کئے اور ستیہ برت کا بھیچار ثابت کیا۔ ستیہ برت کے وکیل نے خوب جرح کی لیکن کچھ نہ
بن سکا۔ سکھائے پڑھائے طوطے وہی بولی بولتے تھے جو ان کے کان میں ڈالی گئی تھی۔
آخری شہادت ظالم سنگھ کی استری کی تھی۔ اسی پر تمام دارومدار تھا۔ اس بیان کو سننے کے لئے
عدالت کا کمرہ حاضرین سے پر تھا۔ ظالم سنگھ کی استری چنچلا آئی۔ اور عدالت کے سامنے پیش
ہوئی۔ اس وقت ستیہ برت نے ایک بار عاجزانہ نگاہ سے اس کی طرف دیکھا اور پھر سر نیچا
کر لیا۔ ستیہ برت نے جب چنچلا کی طرف نگاہ کی دونوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملیں چنچلا
نے دیکھا کہ ستیہ برت کی آنکھوں میں ایک ویسی ہی پریم رس کی روشنی جھلک رہی ہے جو کہ اس وقت
تھی جب اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا تھا کہ "ماتا! میں تمہارا پتر اور تم میری ماتا ہو"۔ اس نے
محسوس کیا کہ یہ دھرماتما آریہ پرش زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ماتا میں تمہارا پتر ہوں
تم میری ماتا ہو۔ یہ دیکھ کر چنچلا کے دل میں ماتری بھاؤ جاگ اٹھا۔ اس کا ہردہ محبت مادری
سے بھر گیا۔ وہ پاگل ہو کر اس نے عدالت کے سامنے یوں کہنا شروع کیا۔ "میں قسم کھا کر کہتی
ہوں کہ جو کچھ کہوں گی سب سچ کہوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ سچ کہنے سے مجھے کیا نقصان پہنچیگا

یہاں تک کہ مجھے اپنے پتی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا لیکن تو بھی سچ ہی کہونگی۔ سنئے صاحب میں ستیہ برت کی ماتا ہوں اور یہ میرا پُتر ہے" اس میں کچھ بھی سندیہ نہیں"۔ سپنچلا کے منہ سے ابھی یہ الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ عدالت کے ایک کونے سے دھڑام کی آواز آئی۔ لوگوں نے دیکھا تو ظالم سنگھ زمین پر گرا پڑا ہے۔ سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مجسٹریٹ صاحب بھی کرسی پر سے اتر کر اس کے پاس آ گئے۔ ڈاکٹر بلایا گیا جس نے آ کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھا لیکن افسوس اس کی جان نکل چکی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ شخص اچانک دل پر صدمہ پہنچنے کی وجہ سے مر گیا ہے۔ لاش کو اٹھا کر باہر لیجایا گیا۔ عدالت کا اجلاس پھر سے شروع ہوا اور آخر میں فیصلہ سنا دیا گیا کہ ستیہ برت بیقصور ہے اسے بری کیا جاتا ہے۔ جب یہ فیصلہ سنایا جا چکا حاضرین کمرہ نے ایک سُر ہو کر بآواز بلند کہا کہ دھرم کی جے!!

زرین اقوال

— جو برے کام کرتے ہیں ان کی اچھی قسمت بری بن جاتی ہے۔

— جو اچھے کام کرتے ہیں سمجھو کہ ان کی قسمت اچھی ہے۔

— زندگی اس کی تعریف کے قابل ہوتی ہے جو اپنے نام پر برائی کا دھبہ نہ لگنے دے۔

— وہ دوست سچا نہیں ہے جو تیرے عیبوں کو ہنر ظاہر کرے۔

— سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو ناجائز وسائل سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

— زبان کی حفاظت کرنا سر کی حفاظت ہے۔

— کبھی ممکن نہیں کہ دوسروں کا برا کر کے اپنا بھلا ہو۔

— اس شخص کو کبھی چین نہیں ہوتا جو برے کام کرتا ہے۔

— آرام کی زندگی نیک کاموں سے نصیب ہوتی ہے۔

— بڑے آدمی وہی ہیں جو محنت کے عادی ہوتے ہیں۔

— جو ہنر نہیں جانتے وہ مصیبت کے وقت بھوکے مرتے ہیں۔

— جو ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے وہ کبھی [illegible]

مہر صداقت
ہوا ضو فشاں جب کہ مہر صداقت
ہوا ہر سے دُور دورِ جہالت
منور تھا خود نورِ حق سے سراسر
جہاں بھر میں پھیلایا نورِ ہدایت
رشی نے جونہی نعرۂ حق لگایا
ہوا دور لاکھوں کا خوابِ جہالت
دیکھو کئی اٹھ کے بیٹھے ہوئے ہیں
نہیں چلنے پھرنے کی گو ان میں طاقت
بہت کچھ جو اب تک پڑے اونگھتے ہیں
ہے بیدار گو کر گیا مہر حکمت
اٹھو اب نہیں وقت خوابِ گراں کا
کہ اچھی نہیں دن میں سونے کی عادت
تمہیں ساتھ والے پہونچ جائیں منزل
مگر آپ میں ہو خوابِ جہالت
(پریم)

ویدک سدھانت اور حضرت امام غزالی

ویدک دھرم ایشوری دھرم ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس میں ایسے اصول حقہ موجود ہیں
جو تینوں زمانوں میں یکساں رہتے ہیں اور یہی ایک سب سے بڑی کسوٹی اس امر کے جاننے کی
ہے کہ حقیقت کیا ہے اور بطالت کیا مثلاً ۲+۲=۴ ہوتے ہیں آج سے کروڑ سال پہلے بھی چار
ہی تھے اور اب بھی چار ہیں اور آئندہ الی انتہا زمانہ تک بھی چار ہی ہوں گے سچائی ایک ہوتی ہے
اور ایک رس رہتی ہے یہی بعینہ صداقت ہے، دیگر سدھانتوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہو سکتا ہے
کہ بعض لوگ اپنی منفعتوں یا خود غرضیوں کے باعث کچھ عرصہ تک حقیقت کو چھپا لیں لیکن سچائی ایک
ایسا نور ہے کہ جو زیادہ دیر تک مستور نہیں رہ سکتا آخر ظاہر ہو ہی جاتا ہے،

ویدک دھرم سورج کے لوپ ہو جانے سے اگرچہ کئی مت متانتروں کا دنیا میں رواج ہوا لیکن جس طرح سورج
کی روشنی تمام لیمپوں میں موجود ہوتی ہے اسی طرح مصلحت وقت کے مطابق ویدک سورج کے
روپ ہونے پر لوگوں نے اپنی بساط کے مطابق جو مذاہب روپی لیمپ روشن کر رکھے تھے ان میں
بھی ویدک نور ہی اپنی جھلک دکھاتا ہے!

اس دعوے کے ثبوت میں آج ہم چند ویدک سدھانتوں کے متعلق اہل اسلام کے مسلمہ پیشوا
اور امام ہمام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصدیق پیش کرتے ہیں، چنانچہ ہم
جو کچھ بھی لکھیں گے وہ آنحضرت کی کتاب کیمیائے سعادت سے لکھیں گے، رہا یہ امر کہ آنحضرت اور ان کی
اس کتاب کیمیائے سعادت کو اہل اسلام میں کیا درجہ حاصل ہے، وہ اس کتاب کے مترجم
مولوی فخر الدین احمد لکھنوی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے جو آپ نے اس کتاب اور آنحضرت کی
تصنیف کتاب اکسیر ہدایت (جو امام غزالی کی تصنیف کردہ کتاب کیمیائے سعادت کا ترجمہ ہے)
کے دیباچہ میں لکھتے ہیں آپ فرماتے ہیں "کیمیائے سعادت جو کتاب ہے حقیقت میں اسم با مسمیٰ
اور لاجواب ہے اس میں چار عنوان اور چار ارکان ہیں فی الحقیقت رکن ایمان ہیں اضعف ہیں
کسی کتاب کو اس کے مثل سمجھنا کامل نہیں احیاء العلوم کے سوا کوئی اس کا نعم البدل تحریر نہ
رہنمائے جادۂ قدیم پیشوائے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کیلئے فالحقیقت

ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ما تعاقب الایام واللیالی کی
تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت اشتمال تحریر میں آئے تو دیباچہ دفتر مناقب
بن جائے یہی علماء وارثان پیغمبر ہیں مرتبہ میں انبیائے بنی اسرائیل کے ہمسر تھے اور ہر مسلمان
کو خدا ان کی محبت نصیب کرے اور ان کے اتباع کی توفیق دے آمین یا رب العالمین ۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ کتاب کیمیائے سعادت مسلمانوں کی ایک نہایت مسلمہ کتاب ہے
اور اس کے مصنف پیشوائے قوم امام الانام اور وارثان پیغمبر میں سے ہیں نہ صرف یہ بلکہ انبیاء
بنی اسرائیل کے ہمسر تھے پس اگر ایسے بزرگ بھی ویدک سدھانتوں کی تصدیق و تائید کرے تو
ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا اتباع کرے واللہ بالتوفیق ۔ آمدم بر سر مطلب سب سے پہلے

قدامت ارواح

کے مسئلہ کو لیتے ہیں ویدک دھرم کا یہ مسلمہ سدھانت ہے کہ دنیا میں تین پدارتھ انادی (قدیم) ہیں
یعنی پرمیشر - روح اور پرکرتی یعنی مادہ - پرمیشر کی قدامت کے تو مسلمان بھائی بھی قائل ہیں لیکن
اختلاف صرف قدامت ارواح اور مادے کے متعلق ہے، لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ امام غزالی
صاحب بھی ارواح کو انادی مانتے تھے، کیمیائے سعادت کے چوتھے عنوان معرفت آخرت
کے بیان کے صفحہ ۲۴۲ سے لیا گیا حسب ذیل اقتباس ہمارے اس دعوے کو پورے طور پر
ثابت کر دے گا، آنحضرت فرماتے ہیں "روح انسانی جسم نہیں ہے اس واسطے کہ قسمت پذیر
نہیں (یعنی مرکب نہیں - بلکہ قدیم) اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ مرکب شے ہی پیدا ہوا کرتی ہے
نہ کہ مفرد کیونکہ ترکیب ہی نیا پیدا کرنے کا مترادف ہے پس حضرت امام غزالی کے اس قول سے
کہ روح قسمت پذیر نہیں ثابت ہے کہ وہ اسے مرکب نہیں مانتے تھے بلکہ مفرد اور قدیم گردانتے
تھے، لیکن اگر کسی کی اس حوالے سے تسلی نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے
ہیں جو حائل کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتا چنانچہ آنحضرت اپنی اس کتاب کیمیائے
سعادت کے صفحہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں کہ "انسان کی جان (یعنی روح) اپنی ذات سے قائم ہے
اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام میں قالب سے آدمی مستغنی اور بے پرواہ ہے اور
اس کی نیستی موت کے معنی یہ نہیں بلکہ قالب سے اس کے تصرف کا منقطع ہو جانا موت کے معنی ہیں"
اس جگہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ روح قائم بالذات ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کے لئے دوسرے

کی محتاج نہیں یہی ویدک سدھانت ہے، دوسرا امر آپ نے اس میں یہ واضح کیا ہے کہ روح جسم انسانی کا حصہ نہیں بلکہ ایک علیحدہ فردیت ہے جسم اس کے پاس ایک طرح کا آلہ کار ہے، ہمیں یاد ہے کہ چند ماہ گذرے لاہور میں انجمن اشاعت اسلام کے جلسہ پر خواجہ کمال الدین صاحب نے ہمارے ساتھ مباحثہ کے دوران میں فرمایا تھا کہ وہ روح کو مغربی فلسفہ دانوں کی طرح ترکیب عناصر سے پیدا شدہ مانتے ہیں یعنی وہ روح جسم سے علیحدہ کوئی شے نہیں اس لئے ہمارے خواجہ صاحب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اپنے امام ہمام کی اس رائے کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور پھر دیکھیں کہ ان کا ایسا عقیدہ مذہب اسلام کی رو سے کس قدر غلط اور باعث گمراہی ہے، ویدک دھرم بھی روح کو انسانی جسم پر قادر لیکن اس سے علیحدہ ہستی تسلیم کرتا ہے، اور یہی تلقین امام غزالی صاحب کرتے ہیں پس ہمارا دعویٰ ثابت۔

بیواہ کا اصلی مدعا کیا ہے

ویدک دھرم بتلاتا ہے کہ بھوگ کا مدعا صرف سنتان اُپتی ہے، کچھ عرصہ ہوا خواجہ کمال الدین صاحب نے جب ولایت سے واپس آکر باایں ہمہ ریش ونش شادی کی تھی تو بعض اخبارات نے اعتراض کیا تھا کہ خواجہ صاحب کا یہ فعل فعل حسن قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ خدا کے فضل سے ان کے ہاں اولاد وغیرہ سب کچھ موجود ہے اور ان کی اُٹھتی جوانی بھی نہیں ہے، اس لئے ان کا اس حالت میں شادی کرنا ایک بہت بری مثال قائم کرنا ہے، اس پر مرزائی اخبارات نے بڑے طمطراق سے جواب دیا تھا کہ مذہب اسلام شادی کا مدعائے مقصود صرف اولاد پیدا کرنا ہی نہیں قرار دیتا بلکہ یہ فطرت انسانی کی دیگر ضروریات کے پورا کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے یا صاف الفاظ میں شادی کی غرض صرف سنتان اُپتی ہی نہیں بلکہ نفسانی خواہش جو فطرت انسانی ہے اس کے پورا کرنے کا بھی یہی ایک ذریعہ ہے ایسے حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ وہ امام الانام حضرت غزالی صاحب کی مندرجہ ذیل رائے کو بغور ملاحظہ فرمائیں، اور ویدک دھرم کے اس اصول کے سامنے سر جھکائیں کہ شادی کی غرض غایت صرف اولاد پیدا کرنا ہی ہے امام صاحب کیمیائے سعادت کے دوسرے رکن دوسری اصل، آداب نکاح صفحہ ۱۴۱ پر تحریر فرماتے ہیں: "اے عزیز اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین ہے اس واسطے کہ راہ دین کو جس طرح انسان کے بقا کی حاجت ہے، اور زندگی بے کھائے پیئے محال ہے اسی طرح جنس اور نسل انسانی کی بقا کی بھی حاجت ہے، اور زندگی بے کھائے پیئے محال ہے اسی طرح جنس اور نسل انسانی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور بے نکاح ممکن

نہیں تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقائے وجود کا سبب ہے، حق تعالیٰ نے نکاح اسی واسطے مباح کیا ہے۔ شہوت کے واسطے نہیں"۔ کیا اس اقتباس کے مطالعہ کے بعد کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ امام صاحب جو مذہب اسلام کے ایک حقیقی پیشوا ہیں نکاح کی غرض صرف سنتان اُتپتی ہی مانتے ہیں، بفرض محال اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو دیکھو اسی کتاب کے رکن اور اسی اصل کے صفحہ ۲۴۴ پر آنحضرت کیا فرماتے ہیں" ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا فضیلت کیواسطے نہیں" اگر اس پر بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو صفحہ ۲۴۴ جہاں آپ فرماتے ہیں" نکاح فرزند کی نیت سے کرنے نفس کے واسطے نہیں" میرے عزیز مسلمان بھائیو کیا اب بھی آپ ویدک دھرم کی فضیلت کے قائل نہ ہونگے دیکھو ویدک سوریہ کا نور آپ کی مذہبی مشعل ہدایت میں کیسے صاف و صریح طور پر جھلک رہا ہے

سگوتر بواہ

متذکرہ بالا دو ویدک سدھانتوں کے متعلق حضرت امام غزالی صاحب کی تصدیق و تائید پیش کرنے کے بعد ہم ایک نہایت ضروری اور اہم اصول کے متعلق آنحضرت کی رائے درج کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ ویدک دھرم کی رو سے سگوتر بواہ یعنی نزدیکی رشتہ داروں میں شادی بواہ کی سخت ممانعت ہے، چنانچہ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۵ میں لکھا ہے "جو لڑکی ماں کی چھ پشتوں میں نہ ہو اور باپ کے گوتر (خاندان) کی نہ ہو اس لڑکی کے ساتھ بواہ کرنا مناسب ہے" اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے مہرشی سوامی دیانند سرسوتی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۰۰ پر اس اصول کے حق میں دیگر دلائل کے علاوہ ایک دلیل یہ بھی دیتے ہیں کہ "جو بچے بچپن سے ایک دوسرے کے نزدیک رہتے ہیں، باہم کھیلتے لڑتے اور محبت کرتے ایک دوسرے کے اوصاف عیوب خواص یا بچپن کے مخالف اعمال کو جانتے اور جو ننگے بھی ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ان کا باہم بواہ ہونے سے محبت کبھی نہیں ہو سکتا" لیکن اہل اسلام کا عقیدہ اس کے خلاف ہے ان کے ہاں دودھ کے رشتہ کو چھوڑ کر ہر ایک نزدیکی سے نزدیکی رشتہ میں شادی ہو سکتی ہے یہانتک کہ دو سگے بھائیوں کے بیٹے بیٹیوں کی باہم شادی ہو سکتی ہے، لیکن صاحبان اس کے متعلق حضرت امام غزالی کی حسب ذیل رائے ملاحظہ فرمائیے اور پھر سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتلائیے کہ کیا یہ ویدک سدھانت کی فتح نہیں اور اس کی سچائی کی ایک نہایت اعلیٰ تصدیق و تائید نہیں ہے۔ آنحضرت امام صاحب اپنی کتاب کیمیائے سعادت رکن دوسرا اصل دوسری آداب نکاح صفحہ ۲۴۳ پر بیان کرتے ہوئے کہ کس قسم کی عورتوں سے نکاح کرنا چاہئے فرماتے ہیں کہ "آٹھویں صفت یہ ہے کہ عورت

عزیز قریب نہ ہو اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتوں کے حق میں رغبت بہت کم ہوتی ہے۔

اس اقتباس کو پڑھنے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا رشی دیانند کے ستیارتھ پرکاش سے نقل کیا گیا ہے کیا عجیب بات ہے کہ امام صاحب نہ صرف صاف الفاظ میں ویدک سدھانت کی تلقین کرتے ہیں بلکہ اس کے حق میں دلیل بھی دیتے ہیں جو رشی دیانند نے دی ہے یعنی یہ کہ سگوتر بیاہ کی صورت میں بیوی خاوند میں باہمی رغبت بہت کم ہوتی ہے، ان مندرجہ بالا تین ویدک سدھانتوں کے متعلق اہل اسلام کے مسلمہ پیشوا اور امام حضرت محمد غزالی صاحب کی تصدیق پیش کرنے کے بعد ہم اپنے ناظرین سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ ویدک سدھانت کیسے سراپا حقیقت و صداقت ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ویدک سچائیاں خواہ ان کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کی جائے اپنا اظہار کئے بغیر نہیں رہتیں، افسوس ہے کہ ہم لوگ مطالعہ اور چھان بین نہیں کرتے اور جادہ گمراہی میں پڑے ہوئے صراط المستقیم سے بھٹک کر بے راہ ہو رہے ہیں، پرماتما ہمیں توفیق دیں کہ ہم اس کے سچے ایشوری دھرم کو سمجھنے کے قابل ہوں اور اس کے ذریعہ سے نجات حاصل کر کے اس سے واصل ہوں۔ آمین

کھانسنے والا درخت

انسان میں ہنسنے کا خاصہ ہے لیکن بعض درختوں میں بھی یہ وصف پایا گیا ہے اور اسے ہنسنے والا درخت کہا گیا، یہ روتا بھی ہے، اور درخت بھی رونے والے معلوم ہو چکے ہیں، گوشت خور درخت بھی ہیں، اب ایک اور درخت دریافت ہوا ہے جس میں کھانسنے کا وصف پایا جاتا ہے ایسے درخت ایک فرانسیسی محقق نے دریافت کئے ہیں، وہ کہتا ہے کہ اکثر سرد ممالک میں یہ کھانسنے والے درخت پائے جاتے ہیں اس درخت کا پھل چھوٹا اور بیج چپٹا ہوتا ہے اسکے پتے اسکے پھیپھڑوں کا کام دیتے ہیں، اگر کچھ دھول یا گرد پتیوں پر جم جاتا ہے تو پتوں کے سانس لینے کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور وہ سوجنے لگ جاتے ہیں اور پھر ان کے اندر سے ایسی آواز نکلنی شروع ہو جاتی ہے جیسی کوئی بچہ کھانستا ہے، اس درخت کے پاس اگر کھڑے ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ پاس ہی کچھ لڑکے کھانس رہے ہیں +

"خونِ ناحق"

تبرس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

بہیر انسان اپنی ہستی و حقیقت کو نہ پہچانتا ہوا - وہ وہ ناکردنی افعال کرگذرتا ہے۔
کہ توبہ ہی بھلی۔ اس خود ساختہ پیمانہ را ...اری کو ہے کر کہ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ تمام
چرند و پرند - خاک و باد - آب و آتش - غرضیکہ زمین و آسمان کو اپنی ملکیت تصور کرتا ہے
مگر ذرا ذات شریف کی حقیقت ملاحظہ ہو کہ ایک ساڑھے تین ہاتھ کا جسم - اور اس کے
ایک حجرہ تاریک میں ایک ننھا سا دل۔۔ یہ دل گو دیکھنے میں ننھا سا نظر آتا ہے
مگر بلا کا محبت و فساد - اتفاق و عناد کا پتلا ہے۔ اسکے ملائے کو کوئی توڑ
نہیں سکتا - اور اسکے توڑے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا - اسکا مارا پانی کا محتاج نہیں
اسکے کاٹے کا کوئی علاج نہیں - کیا جانوروں کے جسم و دل نہیں ہوتے؟ ہوتے ہیں
تو پھر بزرگی کاہے کی؟ انسان کھاتا پیتا - اٹھتا - بیٹھتا - سوتا - بال بچے پیدا کرتا
اور دکھ سکھ محسوس کرتا ہے - حیوانات میں بھی یہ تمام صفات پائی جاتی ہیں - پھر
اس میں اگر بزرگی اور شرافت ہے تو وہ کس بات کی ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسے
حیوانوں سے بڑھ کر صرف ایک بدھی عطا ہوئی ہے - اسلئے اگر عقل کے لحاظ سے
اشرف المخلوقات کہیں تو بجا ہے - مگر پیارے بھائیو! یاد رکھو! ناداں کی ہاتھ
میں خنجر - پاگل کے ہاتھ میں زہر - اور بندر کے ہاتھ میں آگ - ایسی قاتل و فتنہ انگیز
نہیں جتنی ایک بد فطرت انسان کے سر میں عقل - ایک عقلمند چور بہ نسبت
بیوقوف راہزن کے ہزار درجے زیادہ خطرناک ہے - اسلئے کہنا پڑتا ہے کہ اگر
انسان عقل کا جائز استعمال کرتا ہے - اور دویک کے ذریعے اس سے اپنے
و اپنے متعلقین کے نفع و نقصان کو جان کر راہ راست اختیار کرتا ہے تو وہ بھی
وہ اشرف المخلوقات ہے - رہبر عالم ہے - سرور کائنات ہے - ورنہ بصورت دیگر
شرارت کی پڑیا اور بس کی گانٹھ ہے - اور مجمع خطا و نسیاں ہے - اگر یہ عقل سلیم سے
نیک راہ اختیار نہیں کرتا - بلکہ الٹا اپنے پاؤں آپ کلہاڑی مارتا ہے تو سمجھئے!

حیوانوں سے بدتر ہے، حیوان اپنے مقررہ فرائض کو انجام دیتے ہوئے مصیبت کے دن کاٹتے ہیں
اور آئندہ کے لئے مصیبت کا توشہ اکٹھا نہیں کرتے مگر حضرت انسان اپنی عقل کے بھروسے اپنے
لئے نت نئے پھندے پیدا کرتا ہے بدی کا بیج بوتا ہے اسی لئے جو مرجائے اسے مرحوم کہتے ہیں یعنی
رحمت کیا گیا، مگر اس لفظ کا اطلاق انہیں لوگوں پر ہو سکتا ہے جو اپنی بھول بدھی سے پاپ کرتے
آتما کی روسیاہی کا باعث بنتے ہیں ورنہ وہ جو اخلاق عامہ ملک وقوم وانسانیت تامہ کے کام کرتے
ہوئے اپنا وادھروں کا اپکار کرتے ہیں ان کا مرنا ملک وقوم کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے
پرماتما نے انسان کو فعل مختار سوتنتر پیدا کیا ہے اس کی کارگذاری میں کوئی سدراہ نہیں ہوتا
جو اس کے من میں آئے کرے، ہاں البتہ جب اس کی پاداش بھوگنے کا وقت آئے گا اس وقت اسے
نیائکاری پربھو کے نیائے نیم کے آگے سر جھکانا ہوگا اور بار سزا کو اٹھانا ہوگا پن کا پھل سکھ اور پاپ
کا پھل دکھ اوشیہ بھوگنا پڑے گا،

اب دیکھنا یہ ہے کہ پاپ و پن کسے کہتے ہیں؟ پن ہے ایک اصول کا جائز استعمال اور پاپ اس کے
برعکس ایک اصول کے ناجائز استعمال کا نام ہے، روٹی کھانا بھوک مٹانے کے لئے ہے یہ ایک
اصول ہے گو اس میں لذت بھی آتی ہے، مگر یہ پربھو کی اپار دیا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی روٹی نہ
کھاتا۔ مگر جو روٹی صرف لذت کے لئے کھاتا ہے وہ دکھ اٹھاتا ہے، دکھ ہے ثمرہ پاپ کا پس
لذت کے لئے روٹی کھانا ایک اصول کا ناجائز ٹھیرا لہذا یہ پاپ ہے؛

ہمارے سامنے آج صرف سوال یہ ہے کہ آیا گوشت خوری جائز ہے یا ناجائز یعنی پن ہے یا پاپ
انسان کا ہر ایک فعل ان ہی دو اقسام یعنی پاپ و پن میں منقسم ہے لیکن دھرم ہمارے ہر ایک
روزانہ فعل میں شامل ہے، وہ غلطی کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کھانے پینے میں دھرم نہیں اگر ایسا ہے تو
دھرم کسی بات میں بھی نہیں ہو سکتا پس ہم نے دیکھنا ہے کہ آیا گوشت خوری پاپ ہے یا پن
جو بھی کام ہم کرتے ہیں وہ تین فوائد میں سے کسی کے حصول کے لئے کرتے ہیں:- اول جسمانی
ترقی دوم اخلاقی ترقی سوم روحانی ترقی۔

اول ہم دیکھیں کہ کیا گوشت ہماری جسمانی ترقی میں ممد و معاون ہے یا بخلاف اس کے نقصان رساں
ہے جسم آتما اور پرماتما کے رہنے کا گھر ہے، گندہ اور بدبودار پھٹے پرانے گھر میں کوئی مکین خوش
نہیں رہ سکتا، آؤ ہم دیکھیں کہ کیا ہم گوشت خوری کرکے اس جیو اور پرماتما کے گھر کی مرمت
کرتے ہیں یا اسے بدبودار گندہ اور برباد کرتے ہیں، سب سے پہلے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آیا گوشت

انسان کی طبعی خوراک ہے یا نہیں، اس کے لئے ہم ایک معصوم گواہ کو ڈھونڈتے ہیں جو بلا لاگ لپیٹ کے غیر طرفدارانہ شہادت دے، وہ کون؟ سنئے ہمارے تمہارے سب کے گھروں میں معصومیت کا نمونہ ننھا سا نوتارو بچہ ہے جس کی موہنی صورت ہر ایک کے دل کو لبھاتی ہے جس میں اپنے وپرائے کا فاسدانہ کا خیال جاگزین نہیں ہے جو ہر ایک شے کو اس کی اپنی صورت میں قبول کرتا ہے، جس کی سیر چشمی اور غیر طرفداری ضرب المثل ہے جس کی نگاہوں میں خوبصورت اور بدصورت دونوں ایک جیسے ہیں، بلکہ ان دونوں پر سچ مچ پیشاب کر دینا اسی کا کام ہے گویا کہ رنگت کی دلفریبی اس کے لئے کوئی کشش نہیں رکھتی؛

پیارے ناظرین۔ آؤ ایک بچے کو باغ میں لے چلیں اور درخت پر سے توڑ کر دو سیب اور ایک بکرے کی ران کا ٹکڑا ایک ہی طشتری میں رکھکر اس سچے گواہ کے سامنے پیش کریں اور اس سے شہادت کے لئے ملتجی ہوں لیلو پیارے ننھے نے جھٹ سے سیب اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ اور گوشت کی طرف نگاہ نفرت سے دیکھ رہا ہے،

اب آؤ اپنے ننھے کو ان دونوں اشیاء کے تیار ہونے کے کارخانے میں لے چلیں اور شروع سے اخیر تک ان کی تیاری کا پورا نقشہ دکھائیں اور پھر دریافت کریں کہ اس کو کونسا نقشہ پسند ہے ذرا دونوں نقشے ملاحظہ ہوں، ادھر بیج زمین میں ڈالا گیا ہے، اُدھر قصائی نے بکرا مول لیا، ادھر بیج کی کونپل نکل آئی، اُدھر قصائی بکرے پر ڈاکٹر سے نمبر لگوا رہا ہے۔ اِدھر درخت بڑھ رہا ہے اُدھر بکرا باندھا جا رہا ہے، اِدھر درخت پر پھل آیا اور میٹھی میٹھی بھینی بھینی خوشبو سے باغ طبلۂ عطار بن گیا۔ اُدھر بکرے کے گلے پر چھری رکھی گئی اور ڈر کے مارے اس کی لید نکل رہی ہے اِدھر پھل ادھ کچا سا ہو رہا ہے ہری ہری کونپلوں سے ڈھکا ہوا دور سے آنے والے کو اپنی فرحت بخش خوشبو سے لبھا رہا ہے، اُدھر بکرے پر بسم اللہ ہو گئی، خون کی دھارا بہ نکلی۔ بکرا تڑپ رہا ہے لیکن ظالم قصائی اسے دبائے بیٹھا ہے اور مارے ڈر رونے نہ دینے کی زندہ مثال پیش کر رہا ہے، گردن کٹ کے دھڑ سے علیحدہ ہو گئی پتھرائی ہوئی آنکھیں نکل آئیں بیکس کی زبان جو وہ درگاہ باری میں اپنی فریاد لے جانے کے لئے نکال رہا تھا دانتوں تلے آکر آدھی کٹ گئی ہے، اِدھر درخت سے پھل اُتارا گیا اور ٹوکریوں میں بھر کر کنجڑوں کی دکانوں پر پہنچ آیا ہے، اُدھر بکرے کی لاش کھینچی جا رہی ہے اور بوٹیاں کاٹ کاٹ کر ٹوکروں میں بھر کر قصائی کی دکان کی زینت بننے کے لئے آ رہی ہیں؛

اب ذرا ننھے سے پوچھو کہ کیوں کھینچا گیا ہے، کونسا گھر پسند ہے اس کا جو جواب وہ دیگا وہ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں، بھارت کی سنتان یہ ہے، گوشت اور پھل ہر دو کی ابتدائی اور انتہائی حالت - اُف: کون سنگدل ہے جو بوچڑ خانے میں لطف لے سکے پھر بھلا ہمارے ننھے کی تو حقیقت ہی کیا ہے باغ سے آتے ہوئے اور بوچڑ خانے سے آتے ہوئے ننھے کا ذرا ملاحظہ تو کرو صورت حال سے بھی شہادت دیدیگا - پس ثابت ہوا کہ گوشت انسان کی طبعی خوراک نہیں، اگر معترض کہتا ہے کہ جو خوراک ہضم ہو جائے وہ قدرتی غذا ہے، ہم کہتے ہیں کہ ہضم تو زہر بھی ہو جاتا ہے کیا وہ انسان کی طبعی خوراک ہے، دیکھنا تو یہ ہے کہ اس کا جسم انسان پر کیا اثر ہوتا ہے، ہم دیگر جسمانی نشو و نما کا حال تو پیچھے لکھینگے پہلے ذرا یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا دل پر کیا اثر ہوتا ہے کیونکہ دل کو خدا کا گھر اور کعبہ کہا گیا ہے ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا باشد مسلمانی

اگر یہی برباد ہو گیا تو سمجھو کہ گھرداری کا ڈرائنگ روم ٹوٹ گیا' ڈاکٹر جیکسن جو ممالک متحدہ امریکہ کے ایک مشہور علم خوراک کے ماہر ہیں لکھتے ہیں کہ جب بھی گوشت کھایا جائے دل پہلے سے ایک منٹ میں دس دفعہ زیادہ دھڑکنے لگ جاتا ہے گویا کہ دن میں ۱۴۴۰۰ دفعہ حرکت کرنے لگتا ہے' یہ تعداد دھڑکنے کی چار اونس شراب پینے سے بھی پیدا نہیں ہوتی، کیونکہ پارکس صاحب لکھتے ہیں کہ چار اونس شراب پینے سے ۱۲۰۰۰ دفعہ زیادہ دل دھڑکتا ہے'

جتنی دفعہ زیادہ دل دھڑکے گا اتنا ہی کمزور ہوگا جتنی زیادہ رسی کوئیں سے رگڑی جاتی ہے اتنی جلدی ہی ٹوٹتی ہے' یہ تو ہوئی دل کی حالت - اب ذرا جسم کی حالت ملاحظہ ہو، گوشت کھانے سے جسم میں بیماریاں زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے گوشت خور ان امراض کے عموماً شکار ہوتے ہیں؟ ہم یہ صرف ضد یا تعصب سے نہیں کہہ رہے بلکہ بڑے بڑے قابل ڈاکٹر اس امر کی شہادت دیتے ہیں، چنانچہ ڈاکٹر انا کنگسفورڈ ایم ڈی اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں کہ بیماری کے کرم بغیر خوردبین کی مدد کے جو کثرت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں نظر نہیں آتے، نباتات ان کرموں ہوتے ہیں بعض نباتات بھی بیشک خراب ہوتے ہیں لیکن ان کا رنگ و روپ ہی ہمیں ان کے استعمال کرنے سے روک دیتا ہے، گوشت ہمیں دھوکہ دیتا ہے جس صورت میں یہ بالکل اچھا نظر آتا ہے اس صورت میں بھی وہ ان کرموں سے پر ہوتا ہے'

ڈاکٹر جے ایم پیبلس ایم ڈی گوشت خوری کے خلاف ایک نہایت مدلل دعویٰ پیش کرتے

ہیں آپ فرماتے ہیں۔
"میں اس امر پر زور دیتا ہوں کہ گندہ مادہ اور جز جو قتل کیے ہوئے حیوانوں کے گوشت لہو اور جگر میں رہ پایا جاتا ہے کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ پھل۔ میوہ۔ اناج کھانے والے اپنی خوراک کا اصلی ذخیرہ سے بالکل پاکیزہ حاصل کرتے ہیں اور اس کو اپنے جسم میں پہلی دفعہ گوشت اور لہو کی صورت میں تبدیل کرتے ہیں بحالیکہ گوشت خور اس کو دوبارہ چباتے اور دوسری دفعہ ہضم کرتے ہیں جو کہ ایک دفعہ چبانے اور ہضم کرنے سے حیوانی گوشت بن گئی۔"
معترض کہیگا کہ یہ غیر ملکی ڈاکٹروں کی رائیں ہیں جو ہمارے ملک کی آب و ہوا سے اچھی طرح واقف نہیں لہذا قابل پذیرائی نہیں۔ اول تو یہ اعتراض ہی ایک بیجا اعتراض ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر اپنے تمام نتائج علمی تحقیقات کے بعد منضبط کیا کرتے ہیں نہ کہ کسی خاص ملک کی آب و ہوا کی بناپر۔ لیکن تاہم معترض بھائی کی مزید تسلی کے لئے ہم اپنے ہی ملک کے اور وہ بھی ایک مسلمان فاضل ڈاکٹر کی رائے درج کرتے ہیں ملاحظہ ہو:
مرحوم و مغفور ڈاکٹر رحیم خان صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور اپنی کتاب طب رحیمی کے صفحہ ۵۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "ہم ہندوستانیوں کو تو دال روٹی۔ چاول ترکاری۔ دودھ دہی۔ تھوڑا مکھن اور گھی نہایت ہی موافق پڑتا ہے۔ تم حیران ہوگے کہ صاحب انھوں نے تو غذا کی فہرست سے گوشت کو بالکل ہی اڑا دیا۔ سنو گرم ملک میں گوشت کھانا اچھا نہیں اس کے کھانے سے جگر کے فعل میں فتور برپا ہوتا ہے"
آگے چل کر صفحہ ۷۰۱ پر آپ تحریر فرماتے ہیں "ہم ہندوستان کے لوگ اس وہم میں ہیں کہ بغیر گوشت کھانے کے آدمی کو طاقت نہیں آتی۔ دیکھو جو اچھے ہندو ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے پر ان کا کیا بگڑتا ہے۔ کیا کمزور ہیں؟ یا ان میں طاقت نہیں؟ البتہ ان میں اور گوشت خوروں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ مثل گوشت خوروں کے صبح کو اٹھتے ہی جگر کے مقام پر ٹکیاں نہیں مارتے تھے تشریح پڑھی ہے بس اس نکتہ کو سمجھ جاؤ" اور بھی طبی شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن بخوف طوالت مشتے نمونہ از خروارے انھیں پر اکتفا کیا جاتا ہے

گوشت خوری سے اخلاقی نقصانات

یہ ایک اخلاقی اصول ہے کہ جو چیز تم کسی کو دے نہیں سکتے تم اس سے وہ لینے کے بھی مجاز نہیں

اسی لئے بائبل میں لکھا ہے کہ "جس جان کو تم دے نہیں سکتے اسے مت لو"

اس طرح کی ڈاکہ زنی کا پھل کیا ہوتا ہے؟ ڈاکٹر کاؤن کیٹر صاحب میں لکھتے ہیں کہ " والدین نئی اٹھتی ہوئی نسلوں میں ناقابل دباؤ شہوت اور اخلاقی کمزوریوں کے برے نتائج کے متعلق شکایت کرتے ہیں لیکن بسا اوقات یہ ان کے اپنے بوئے ہوئے تخم کا پھل ہوتا ہے، جو انھوں نے ان ننھے دلوں میں شراب اور گوشت سے ملی ہوئی خوراک کھلا کر ڈالا ہوتا ہے، ڈاکٹر جیکین صاحب ایک لڑکے کا حال لکھتے ہیں جو حد درجہ کا شریر تھا۔ بات بات پر منہ بناتا، ٹھوکریں لگاتا اور پاگلوں کی طرح بکواس کرتا تھا اور جب بھی کوئی اس کے آگے سے گذرتا وہ منہ بناتا اور جل بھن کر راکھ ہو جاتا، وہ ہمیشہ گالیاں نکالتا، قسمیں کھاتا، اور جھوٹ بولتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں افسوس کہ اس کے والدین مر چکے تھے اور اس نے دو سال سے سوائے گائے کے گوشت کے اور کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ اسے ٹرین سی وائل ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اس سے گوشت چھڑا کر سبزی اور پھل کھانے کا عادی بنایا گیا جس سے وہ ایک شریف ملنسار اور نیک لڑکا بن گیا"

ڈاکٹر جیکین صاحب ایک اور کہانی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کے پانچ لڑکے تھے اور وہ ان کی شرارتوں سے جاں بلب آئی ہوئی تھی، سب سے بڑا ابھی صرف ۱۴ سال کا تھا مگر اس نے شراب پینا شروع کر دیا تھا اور راتوں کو باہر رہنے لگ گیا تھا۔ باقی چاروں اس سے چھوٹے مگر حد درجے کے شرارتی تھے، اس ماتا نے ڈاکٹر جیکین سے صلاح مانگی اور آپ نے انھیں کہا کہ آپ تمام stimulating اغذیہ مثلاً شراب اور گوشت وغیرہ کھانا چھوڑ کر بچوں کے ساتھ سادہ زندگی بسر کریں اور کرائیں، اس نے ایسا ہی کیا اور آٹھ ماہ کے بعد خوش قسمت ماں نے ڈاکٹر موصوف کو لکھا کہ تم نے میرے بچوں کی جان بچائی ہے، پرماتما تمھیں سلامت رکھیں، تم نے میری اور میرے خاوند کی جان بچائی، پربھو تمھیں اس کا نیک ثمرہ دیں، میرے لڑکے ایسے شریف ملنسار اور خلیق ہو گئے ہیں کہ ایسے بچوں کی ہر ایک ماں واقعی خوش قسمت ہے"

ڈاکٹر ایس۔ ایف۔ ایس سے صاحب اپنی کتاب argument on behalf of the Primitive Diet of man میں لکھتے ہیں "کہ گوشت خوری کے خلاف دیگر دلائل کے علاوہ ایک سب سے بڑی اخلاقی دلیل یہ ہے کہ جہاں گوشت خوری، شراب نوشی، اور دیگر منشیات کے لئے دل میں جلن پیدا کرتی ہے، وہاں ساتوک بھوجن شراب سے نفرت پیدا کرتا ہے اس لئے

ویجی ٹیرینزم (سبزیات) کا استعمال منشیات سے بچنے کی ایک ہے

ڈاکٹر جیمس سی جیکسن صاحب . ایم ڈی نے جوڈنسوایل نیویارک کی ایک کے

افسر اعلیٰ تھے انھوں نے ایک سو سے زیادہ شرابیوں کی شراب صرف ان کا گوشت چھڑا کر چھڑائی وہ لکھتے ہیں

کہ میرے لئے شرابیوں کا علاج سوائے مانس چھڑانے کے محال تھا؛

گوشت کا دماغ پر کیا اثر ہوتا ہے

بھارت ورش میں ہی مسلمانوں کا علم حساب میں کمزور ہونا اس کی بدیہی دلیل ہے اس کے علاوہ ذرا ڈاکٹروں کی رائے ملاحظہ ہو ایک جج وڈروف صاحب لکھتے ہیں کہ ١٨٢٨ء میں جب میں سمبریا کو جاتا ہوا سیریا میں ٹھیرا تو مجھے سوئٹزرلینڈ کے ایک ڈاکٹر کروک صاحب ملے وہ سیریا میں ایک سکول کے انچارج تھے جس میں ٢٠٠ سے ٣٠٠ تک طلبا رہتے تھے جتنے دن میں وہاں رہا میں ہر روز سکول کا ملاحظہ کرتا رہا ۔ میں بہت جلد ہی ان لڑکوں کی تیزی طبع، دانائی اور دماغی قوت کو دیکھکر حیران رہ گیا ۔ ان کی یادداشت حیرت خیز تھی ۔ ڈاکٹر کروک نے مجھے یقین دلایا کہ انھوں نے تمام دنیا میں ایسے چالاک اور زود فہم طلبا بہت کم پائے ہیں، اور میں یہ بالکل سچ کہتا ہوں کہ ان یونانی طلبا جیسے ودیا پریمی لڑکے اور کہیں نہیں دیکھے جب میں نے ڈاکٹر کروک سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے کہا کہ یہ صرف ان کا سادہ زندگی بسر کرنا اور سبزیات پر گذارہ کرنا اور گوشت سے احتراز کرنے کے باعث ہے،

معترض اعتراض کرتا ہے کہ تم اتنی باتیں تو سنا رہے ہو کیا آج تک تم سبزی خوروں نے کوئی بھی ایسی ایجاد کی جو گوشت خور لوگوں کی ایجادوں کے ہم پلہ ہو، اور کیا تم نے کوئی ایسا فاضل پیدا کیا ہے جو ان کا مقابل ہو معترض بھائی یہ بھول جاتا ہے کہ بھارت ورش کے وہ رشی جو ٹوٹے دھانوں کے ٹکڑے اٹھا کر کھایا کرتے تھے ہمارے تمہارے بلکہ دنیا بھر کے لئے وہ علمی خزانہ چھوڑ گئے ہیں جس کے سامنے آج دنیا بھر کے علما سر تسلیم جھکا رہے ہیں، مگر جن لوگوں کی علمیت اور ایجادوں کو دیکھکر معترض مہاشے کے منہ میں گوشت کے لئے پانی بھر آیا ہے ہم انھیں کی مثالیں دینا چاہتے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو حسب ذیل علما و فضلا ر جو گوشت خور نہ تھے:

(١) حضرت مسیح اور ان کے حواری گوشت نہیں کھاتے تھے (٢) جان والزلی نے ١٧٤٧ء میں بشپ آف لنڈن کو لکھا تھا کہ جب سے میں نے مانس کھانا چھوڑا ہے تمام امراض سے رہائی حاصل کی ہے' (٣) فیثا غورث نے انیس برس کی عمر میں مانس چھوڑ دیا تھا (٤) پلوٹارک لکھتا ہے کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ فیثا غورث نے گوشت کھانا کیوں چھوڑ دیا ۔ میں اپنے طور پر خود حیران ہوں کہ وہ پہلا انسان جس نے

سب سے اول گوشت کھایا کس دل ودماغ کا آدمی ہوگا اسے کیسے خیال پیدا ہوا کہ ایک چلتے پھرتے کودتے پھاندتے جانور کو پکڑے اور اسے قتل کرکے کھا جائے (۵) مہاتما بدھ (۶) پلیٹو (۷) اپولونیس آف طانئا (۸) سینٹ جیمز (۹) پوپ (۱۰) شیلے (۱۱) بائرن (۱۲) ملٹن مشہور انگریزی شعراء۔ (۱۳) نیوٹن، دریافت کنندہ اصول کشش ثقل (۱۴) فرینکلن (۱۵) کونٹ ٹالسٹائے روسی رشی (۱۶) جنرل بوتھ اور بانی مکتی فوج اور سب سے اخیر (۱۷) اورنگ زیب جس کی نسبت مشہور مورخ سے ٹلباٹ وہیلر صاحب اپنی ہسٹری آف انڈیا ۱۸۸۶ء آگرہ کالج صفحہ ۸۰۵ پر لکھتے ہیں کہ "اورنگ زیب دبلا پتلا اور متعصب آدمی تھا وہ شراب اور گوشت سے بالکل پرہیز کرتا تھا اور میوہ جات اور نباتات پر گزران کرتا تھا"۔

ان اسماء میں ہم رشی دیانند، سوامی رام تیرتھ، پروفیسر رام مورتی، اور مسٹر گاندھی کے پوتر ناموں کا اضافہ کرتے ہیں۔ معترض کہتا ہے کہ اچھا اسے بھی جانے دو کیا تم اس سے بھی انکار کرسکتے ہو کہ گوشت خور سبزی خوروں سے زیادہ طاقتور اور بہادر ہوتے ہیں مثلاً سبزی خور ہندوستانیوں اور گوشت خور انگریزوں و دیگر اقوام کا مقابلہ تو کرو، شیر اکیلا جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے وغیرہ وغیرہ آؤ ہم دیکھیں کہ یہ اعتراض کہاں تک درست ہے؟

ڈاکٹر انفنسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ گرین لینڈ کے باشندے جو دنیا میں سب سے اعلیٰ درجہ کی گوشت خور ہیں وہ دنیا میں سب سے زیادہ ٹھنگنے اور پست قامت و پست ہمت ہیں، انسان پیدائش کے وقت قریب ۲۰ انچ ہوتا ہے اور پورا جوان ہونے پر وہ ۵ ½ سے ۶ فٹ تک پایا گیا ہے وہ لوگ جو سرد ملکوں کے رہنے والے ہیں اور سبزی پر گذارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑھکر ہیں۔

یونان کی مشہور سپارٹا قوم جو اپنے زمانے میں بے نظیر تھی گوشت خور نہ تھی، رومن فوج کے سپاہی جنھوں نے یورپ فتح کیا گوشت خور نہ تھے، بندہ بیراگی جو اپنے زمانے کا عدیم المثال بہادر تھا گوشت خور نہ تھا، کوکے سکھ گوشت خور نہیں، انگریزی داں جانتے ہیں کہ لارڈ ہیتھفیلڈ کے برابر کوئی بہادر نہیں گذرا وہ گوشت خور نہ تھا، انھوں نے نہایت بہادری سے جبل الطارق کے مستحکم قلعہ کو فتح کیا تھا، مرہٹے جن کی بہادری ضرب المثل ہے گوشت خور نہ تھے، راجہ اشوک کی بہادری اور فتحمندی کا زمانہ شاہد ہے وہ ماس خور نہ تھا، پس ثابت ہوا کہ گوشت خوری تندرستی، بہادری اور جرأت کی قاطع ہے، گوشت خوری بہادری نہیں سکھاتی، بلکہ سکاری

فریب دھوکہ دہی، کی باتیں سکھلاتی ہے، آپ نے شکاری جانوروں کی حرکتیں ملاحظہ کی ہونگی
گینڈا ارنا بھینسا سبزی خور ہیں مگر سب سے بہادر ہیں، شیران کے پاس تک نہیں پھٹکتا چنانچہ
لکھا ہے "دیگر گاؤمیش صحرائی کہ نہایت جرأت وارد اکثر شیر را مے کشند" (سیرۃ المتاخرین صفحہ)
شہنشاہ اکبر ہندوستانوں کے مسلمان بادشاہوں میں سب سے زیادہ دیر تک حکومت کرنے
والا اور وسعت دینے والا ہوا ہے" اس نے گوشت خوری ترک کر دی تھی

پس پیارے بھائیو آؤ ہم مل کر پرماتما سے سچے دل سے پرارتھنا کریں کہ ہے دنیا بندھو دینا ناتھ
سرداشٹری پتا اس پاپ نے سنسار کو سچ مچ نرک دھام بنایا ہوا ہے پرماتما یہ برائی ہم میں سے
دور ہو اکر پاندھے ہیں توفیق دے کہ ہم تیری بے زبان پرجا کی رکشا کریں اور کرائیں کریں
اور ان کے وکیل بن کر صفحہ عالم سے اس ظلم کو دور کرادیں، تیری ہی کرپا کے بل پر یہ کام ہو سکتا ہے
اس لئے ہو پائے سہائتا کرو

حضور ملک معظم اور مرزا صاحب قادیانی

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۱۰ر اپریل میں ایک مضمون چھپا تھا جس میں سابق والیسرائے بہادر کے زمانہ کے
کاموں پر سرسری نظر کی گئی تھی۔ اُن ہی کاموں میں ایک کام دربار دہلی میں تقسیم بنگال کی منسوخی بھی
تھی جس کی حقیقت یہ تھی کہ لارڈ کرزن کی تحریک سے صوبہ بنگال دو صوبوں میں منقسم کیا گیا تھا ایک کا
نام مغربی بنگال دوسرے کا نام مشرقی بنگال تھا۔ اس پر بنگالیوں نے ناراضگی کی آواز بلند کی، بہت
چیخ و پکار کی ادھر مرزا صاحب کو الہام ہوا،

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو الہام ہوا۔ اب ان کی دلجوئی ہوگی" خدا کی شان کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا
کہ خداتعالےٰ ہمارے بادشاہ کو مرزا کی تکذیب کا سبب بنائیگا، چنانچہ دربار دہلی ۱۹۱۱ء میں حضور
ملک معظم خلاف دستور خود تشریف لائے اور اعلان کیا کہ بنگالہ کی تقسیم منسوخ کی گئی۔ بس پھر کیا تھا
مرزائی قوم خوشی میں اچھلی کودی، ایسی کودی کہ کنویں میں گر پڑی جہاں سے اس کا نکلنا نہ ہوسکا۔
تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہوشیار وکیل جب سمجھتا ہے کہ فلاں قانون میرے برخلاف ہے،

تو پہلے کسی پر قبضہ کر کے اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح مرزائی جماعت میں جو لوگ خواجہ کمال الدین صاحب جیسے ہوشیار تھے انھوں نے اس شاہی اعلان سے فائدہ حاصل کرنے کو رسالہ اور تحریریں شائع کیں کہ یہ دیکھو کہ یہ دیکھو ہمارے حضرت صاحب کی پیشگوئی کیسی خلاف توقع پوری ہوئی کہ حضور ملک معظم نے تقسیم بنگالہ منسوخ کر کے خود بخود بنگالیوں کی دلجوئی کر دی یہ تحریک آج تک بھی اُن میں باقی ہے چنانچہ قادیان کا اخبار الفضل پیسہ اخبار کے جواب میں لکھتا ہے۔

"حق حق ہی ہے اسپر کتنے پردے ڈالے جائیں سو طرح سے چھپایا جائے آخر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انسان ایک بات بعض دفعہ قبول نہیں کرتا بلکہ کوشش شروع کرتا ہے کہ اسے کسی طرح چھپا دیا جائے۔ لیکن اس کا ضمیر اسے ہر وقت ملزم گردانتا رہتا ہے۔ گو انسان ایک وقت تک باوجود علم رکھنے کے حق چھپاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ لیکن ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس حق کو اس سے ظاہر کروا دیتا ہے جیسے فرمایا۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ انسان تو چھپاتا ہے لیکن اللہ ایک وقت لا کر اسے ظاہر کر دیتا ہے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نے ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو جب کہ صورت حال یہ تھی جو اخبار مذکور کے ان الفاظ سے "تقسیم بنگال کی منسوخی بجائیکہ اسے متواتر فیصل شدہ امر ظاہر کیا جا چکا تھا" ظاہر ہے خدا کی وحی سے یہ اعلان فرمایا۔ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم دیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی" ایسے وقت میں جب کہ سب طرف سے ناامیدی ہو چکی تھی حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا اور چھ سال بعد ۱۹۱۲ء میں بالفاظ اخبار مذکور "تقسیم بنگال کی منسوخی" کا حکم حضور ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی طرف سے ہونا آپ کی صداقت کا ایک بیّن نشان ہے جس کی گواہی پیسہ اخبار کے مذکورہ بالا الفاظ ثابت ہے۔ لوگ مسیح موعود کو مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کے اپنے منہ یا زبان قلم سے نکلے ہوئے الفاظ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں اور بعبارت دیگر یہ اقرار ہے کہ یہ کسی انسان کی از خود بیان کردہ بات نہیں۔ بلکہ کسی ہستی کا قول ہے جو اس نے اپنے پیارے بندے کی زبان پر جاری کیا۔ مبارک وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔" (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۱۶ء)

اہلحدیث ہم نے جو دعویٰ کیا ہے کہ خدا ئے ذو الجلال نے ملک معظم کے دل میں ڈالا

کہ خود بنفس نفیس تشریف لاکر مرزا صاحب کی پیشگوئی کی تکذیب کریں یا تکذیب کا باعث ہوں، اس کا ثبوت مندرجہ ذیل حوالے سے ملتا ہے، ناظرین عموماً اور ایڈیٹر صاحب الفضل خصوصاً غور سے پڑھیں،

مرزا صاحب کے آرگن رسالہ ریویو قادیان میں ان کی زندگی ہی میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا اقتباس درج ذیل ہے، ایڈیٹر صاحب رسالہ ریویو لکھتے ہیں،

"اب بنگالہ کی نسبت جو پیشگوئی آج سے چھ سات ماہ پہلے شائع کی گئی تھی، اس پر غور کرو کہ کس صفائی سے پوری ہوئی، پیشگوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجہ تک پہونچی ہوئی تھی اور ادھر سر فلر کی گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبایا جاوے، ایسے وقت میں دو قسم کی امیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شاید بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دب کر تقسیم بنگال کو منسوخ کر دے گی، چنانچہ بعض نجومیوں نے ایسی پیشنگوئیاں اپنی جنتریوں میں شائع بھی کر دی تھیں، دوسری طرف جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے ان کا خیال یہ تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہ کرے گی اور قانون کے منشار کے مطابق اس شورش کو (مناسب ذرائع عمل میں لاکر) فرو کر دے گی لیکن ان دو خیالوں کے سوا اور کوئی خیال اس وقت کسی نے ظاہر نہیں کیا۔ انہیں حالات کے نیچے ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو ہو چکا ہے اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کرے گی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو، جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جاوے گا جس سے تقسیم بھی منسوخ نہ ہو اور اہل بنگال کی دلجوئی بھی ہو جائے، اب ... وقت ... نے صوبے کی حکومت

سر فلر کے ہاتھ میں تھی۔ اس وقت تک کسی بات سے بنگالیوں کی دلجوئی
کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ ایک طرف، تو سر فلر بھی ایک
زبردست حاکم تھا، اور دوسری طرف بنگالیوں کو اس سے اس کی بعض
کارروائیوں کے سبب سے خاص عناد تھا اور بظاہر پانچ سال تک
جب تک سر فلر کا زمانہ حکومت خود بخود ختم ہو جاتا۔ گورنمنٹ کی پالسی
بنگالیوں کی نسبت بدل نہیں سکتی تھی۔ مگر وہ علیم خدا جس نے اپنے بندے
پر پیش از وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ اب بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی وہ خوب
جانتا تھا کہ کس طرح پر واقعات پیدا ہونے والے ہیں جن سے دلجوئی
کی جاوے گی چنانچہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہ تھا سر فلر نے
استعفیٰ پیش کیا اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا یہ بات کہ اس استعفیٰ
سے بنگالیوں کی دلجوئی ہوئی ایسی صاف ہے کہ ایک سخت سے سخت دشمن
بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا جو خوشیاں بنگالہ میں سر فلر کے استعفا پر
ہوئی ہیں اور جس طرح پر بنگالی اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے ہیں
اور کالموں کے کالم اسی خوشی میں سیاہ کئے ہیں، اس سے بہت کم لوگ
ناواقف ہوں گے، اور یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ بنگالیوں
نے گورنمنٹ کی اس دلجوئی کو خوب محسوس کیا ہے"

(ریویو قادیان جلد ۵ صفحہ ۳۴۷ نمبر ۹)

اہلحدیث - یہ عبارت با آواز بلند پکار رہی ہے کہ تقسیم بنگالہ کی منسوخی کے حکم کی بابت مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی بھی وہی رائے تھی جو دیگر ملکی مدبروں کی تھی کہ تقسیم منسوخ نہ ہوگی، پس تقسیم مذکور کا منسوخ ہونا صاف دلالت کرتا ہے کہ ملک معظم کے دہلی دربار میں تشریف لا کر تقسیم بنگالہ منسوخ کرنے میں در پردہ قدرتی راز یہی تھا کہ مرزا صاحب کی تکذیب کرا دیجائے۔ کیا کوئی ہے جو مرزا صاحب کے رسالہ مذکور کی عبارت کو دیکھے اور نصیحت پاوے؟ *

(اہلحدیث)

کینہ رکھنا بہت بُرا ہے

اونچا نیت کا اپنا زینہ رکھنا ۔ احباب سے صاف اپنا سینہ رکھنا
غصّہ آنا تو نیچرل ہے اکبر ۔ لیکن ہے شدید عیب کینہ رکھنا

جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا!

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا ۔ افعالِ مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہلِ غیرت سے یہی ۔ جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا

خوشامدی اور گستاخ

رشوت ہے گلوئے نیکنامی کا چھرا ۔ عیاشی ہے بدی کے پیچھے کا دھرا
ہر چند کہ بے محل خوشامد ہے بُری ۔ گستاخ مگر خوشامدی سے بھی بُرا

کون کس سے اچھا ہے؟

آزاد سے دین کا گرفتار اچھا ۔ شرمندہ ہو جو دل میں وہ گنہگار اچھا
ہر چند کہ ہے مکر بھی اک خصلتِ بد ۔ واللہ کہ بے حیا سے مکار اچھا

ممبری

ممبری نے اس قدر مجھکو کیا خوار و ذلیل ۔ اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو

موت کے بعد

ہے موت میں ضرور کوئی رازِ دلنشیں ۔ سب کچھ کے بعد کچھ بھی نہیں تو کچھ نہیں

لڑکیوں کی انگریزی تعلیم

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی ۔ اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

(اکبر)

کایا پلٹ
رشی دیانند سے پہلے کا نظارہ
برہمن
اچھوت
مسلمان
عیسائی
عیسائی
رشی دیانند کے بعد کا نظارہ
عیسائی
مسلمان
اچھوت قوم
آریہ سماجی
ہندو جاتی کے یتیم بچے
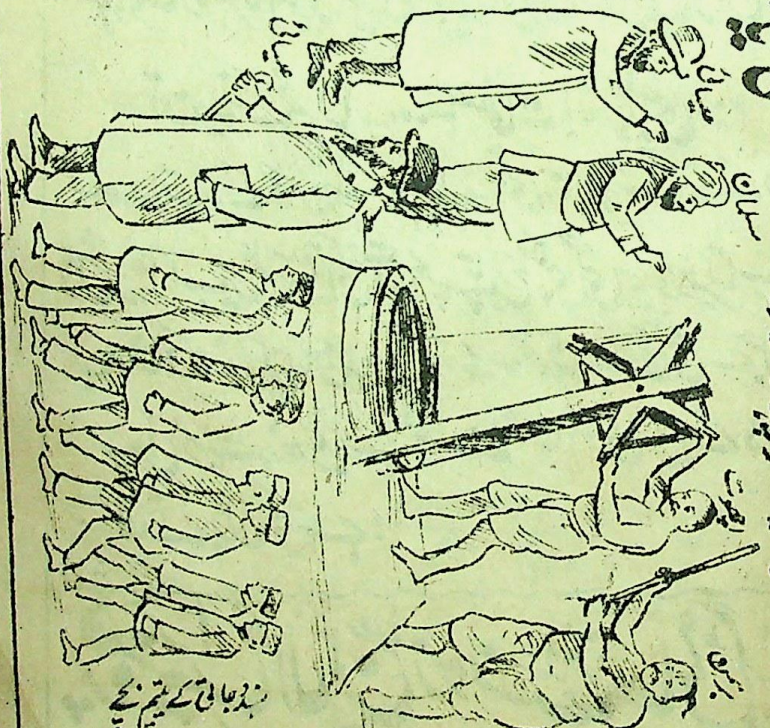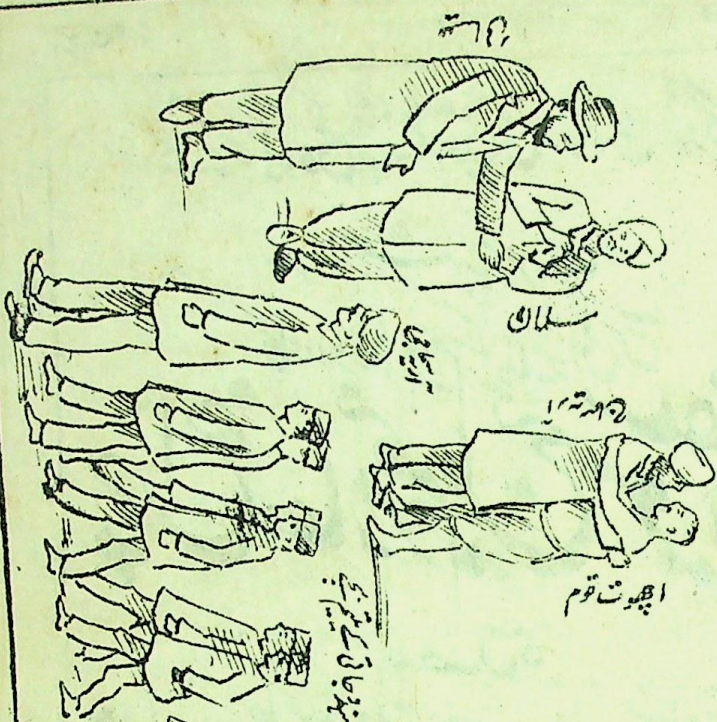
جیون لاہور
۶۲
مئی ۱۹۱۶ء
گانے بجانیوالوں کی جان علم موسیقی کی معاون اور مددگار
مشہور و معروف
گانا اور ہارمونیم سکھلانیوالی کتاب
چراغ ہارمونیم یا گنج موسیقی
مصدقہ
مشہور و ممتاز ماہر علم موسیقی شریمتی سنیہ لتا دیوی صاحبہ پرنسپل دی آل انڈیا اکیڈمی
آف میوزک حجم کتاب ۳۰۰ صفحات با تصویر عکسی ۲۵۰
مختلف اقسام کے گائن معہ ترگم راگ. راگنی. تال. سُر و ماترا کے درج
ہیں شروع کتاب میں علم موسیقی کی بہت دلچسپ تاریخ لکھی گئی ہے اور آخر کتاب میں
اکبر بادشاہ کے مشہور گویا تان سین کی باتصویر سوانحعمری درج کی گئی ہے جس سے
کتاب کی زینت بڑھ گئی ہے قیمت (عہ) وی پی کے ذریعہ یا نقد
قیمت آنے پر مل سکتی ہے!
المشتہر
پروفیسر چراغ الدین ہارمونسٹ ہٹہ بھاٹی گیٹ لاہور

مرضع امراض معدہ و دھی ہضم کرنے کی لاثانی دوا

آہار بھکشن یا جوہر ہاضم شہرۂ آفاق

بیماروں کی جڑ یعنی امراض معدہ کرم شکم۔ ریاح پیٹ درد یا درد کلیجی اشتہا وغیرہ کے لئے تیر بہدف ایکسی۔ دودھ مکھن، بالائی، مانس، وغیرہ مرغن اشیاء ہضم کرنے والی لاثانی دوا ہے، خوراک ایک چاول صبح ایک چاول شام

شریمان لالہ خوشحال چند جی خورسند

ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۱۱ چیت سمت ۱۹۷۲ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۱۶ء میں ہمارے مشہور عالم آہار بھکشن یا جوہر ہاضم کے متعلق بدیں الفاظ ریویو فرماتے ہیں،

آہار بھکشن کا ہم نے خود استعمال کیا ہے اس نے ہماری بھوک کو فوراً کر کے اشتہا کو بڑھا دیا ہے، ایک عجیب طاقت جو اس دوائی کے اندر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت دو گھی کھانے کی خواہ مخواہ خواہش پیدا ہوتی ہے قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول

شریمان ٹھاکر سنگھ داس جی صاحب چوہان

ایڈیٹر راجپوت گزٹ لاہور مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۱۶ء میں ریویو فرماتے ہیں،

آیور ویدک ٹھیکیدار اوشدھالیہ شفاگھر لاہور نے یہ دوائی جس کے کھانے سے امراض معدہ۔ درد شکم کرم شکم اسہال خون وغیرہ کی بیماریاں جاتی رہتی ہیں بغرض ریویو ہمارے پاس بھیجی ہے واقعی مفید ہے ہم پبلک سے دیسی ادویات کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصول

شرطیہ تیر بہدف

ناگر انجن

گکرے۔ پڑوال۔ دھند۔ موتیا بند دفع کرنے کی دوا

صرف جنگلی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا ہے اور ایک سادھو، مہاتما کا نسخہ ہے اس کے استعمال سے چرا ندے دوشوں سے پیدا ہونیوالے امراض چشم صرف ایک ہی ہفتہ کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں چالیس روز کے متواتر استعمال سے عینک کی ضرورت نہیں رہتی مذکورہ امراض کے لئے اکسیر ہے، قیمت فی شیشی ۳ ماشہ عہ

عالیجناب پرتھی سنگھ صاحب

ایڈیٹر رسالہ دیوتا لاہور فرماتے ہیں آپکا ناگر انجن استعمال کیا اور اپنے ایک عزیز کو بھی استعمال کرایا صفت موصوف پایا، میری رائے میں یہ انجن آنکھ کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے آنکھوں کے مریضوں کو ضرور استعمال کرنا چاہئے

ویلڈن شہرۂ آفاق

قوت مردمی کی حیرت انگیز دوائی

پہلی ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے

بچپن کی شادی اور جہالت کی غلط کاریوں سے اپنے آپکو تباہ کرنے والوں کے لئے آبحیات نامردوں اور ناطاقتوں کے لئے طاقت زندگی اور مردمی کا خزانہ جریان، نامردی۔ کمزوری، بشکر کا آنا۔ پیشاب کا زیادہ آنا۔ دل کی دھڑکن۔ درد سر درد کمر وغیرہ امراض کیلئے تیر بہدف قیمت فی بکس بیس گولیاں بلا محصول عہ

پنڈت امرناتھ ناگر وید حکیم آیورویدک شفاگھر، لاہور

علمی خزانہ یعنی عظیم الشان کتب خانہ

ہمارے کتب خانہ میں ویدک دھرم سمبندھی ہر قسم کی کتابیں رعایت و کفایت کیساتھ مل سکتی ہیں
مہرشی سوامی دیانند، پنڈت گورودت۔ پنڈت تلسی رام جی میرٹھ نواسی
پنڈت راجا رام صاحب شاستری، دھر مبیر پنڈت لیکھرام، پنڈت آریہ
منی، مہاتما منشی رام۔ لالہ لاجپت رائے، سوامی درشنانند وغیرہ

آریہ ودوانوں کی تصنیف کردہ کتب

ہمارے ہاں دستیاب ہوسکتی ہیں، ہر ایک آریہ کا فرض ہے کہ اپنی دھرم سمبندھی کتب کا مطالعہ کرے کیونکہ سوادھیائے دھرم کا ایک انگ ہے،

علاوہ مندرجہ بالا مصنفوں کی مذہبی کتب کے ہمارے کتب خانہ سے ہر قسم کی دیگر کتب بھی مل سکتی ہیں۔ اگر آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو ہمیں ضرور یاد فرمائیں؛

المشتہر

لاجپت رائے دیوراج ساہنی پبلشر و تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

مفت

حکمت کا صحت آموز دلچسپ رسالہ جو تیمارداری کے قواعد کا ستین دینا ہے

مع چند اور کے

رسالہ امراض مخصوص مستورات | اس کے اندر جوانی دیوانی کا پورا نقشہ کھینچا ہے۔ غلط کاریوں کے نقصانات پر مکمل بحث کی اور جماع وغیرہ کے قواعد کا بیان کیا ہے۔ اس کے اندر قواعد علاج بھی درج ہیں حاجتمندوں کو مفت بھیجا جاوے گا۔

رسالہ امرت | اس میں کوی ونود وید بھوشن جناب پنڈت ٹھاکر دت شرما کی مشہور ایجاد امرت دھارا کا مفصل بیان ہے۔ امرت دھارا نے اس قدر نام پایا ہے کہ کارخانہ کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کی لاگت کا ایک عالیشان مکان موسومہ **امرت دھارا بھون** تیار ہوا ہے جس کی رسم افتتاح جناب ایف ڈبلیو کیمپٹو صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کے مبارک ہاتھوں سے ادا ہوئی تھی۔ امرت دھارا کارخانہ کے واسطے ایک خاص ڈاکخانہ - امرت دھارا ڈاکخانہ محکمہ ڈاک نے کھولا ہے۔ امرت دھارا بھون کے ساتھ کی سڑک کا نام کمیٹی نے **امرت دھارا سٹرک** رکھا ہے۔ امرت دھارا تقریباً کل امراض کا علاج ہے کھانے اور لگانے دونوں کام آتی ہے۔ قیمت [illegible] فی شیشی نمونہ [illegible] ایکبار اس کو ضرور آزمانا چاہیے مفصل حالات کیواسطے **رسالہ امرت مفت** بھیجا جاتا ہے۔

فہرست ادویات | امرت دھارا ودیش اپکارک اوشدھالیہ میں علاوہ امرت دھارا کے چالیس سے زائد ادویات اور تیار رہتی ہیں مشہور ادویات کی فہرست مفت بھیجی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ فہرست کتب بھی شامل ہے۔ شرماجی کوی ونود وید بھوشن **پنڈت ٹھاکر دت شرما** وید ۲ درجن سے زائد عام فہم طبی کتب کے مصنف ہیں۔

دیش اپکارک اردو | اس نام کا ایک ہفتہ وار اردو ہندی پندرہ روزہ ہے طبی اخبار **شری پنڈت جی کی قلم سے** نکلتا ہے قیمت سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] سہ ماہی [illegible] نمونہ **مفت** بھیجا جاتا ہے۔

وید امرت | یہ ہو کر چھوٹا سا طبی رسالہ ضروری صحت کے اصولوں کو سکھانے والا ہے۔ قیمت صرف [illegible] سالانہ ہے۔ اور نمونہ **مفت** بھیجا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا کل ایک ہی کارڈ سے منگوا سکتے ہیں۔

خط و کتابت کا پتہ امرت دھارا [illegible]

مئی ۱۹۱۶ء

علی

مفت واچ گفٹ

ناظرین رسالہ جیون یہ سنکر خوش ہونگے کہ لاہور کے نامی گرامی

میسرز رام لال اینڈ کمپنی جنرل مرچنٹس

بازار سوتر منڈی لاہور

نے صرف ایک ہزار مشہور عالم ستارۂ ہند واچ رسالہ جیون کے جملہ لسنری کی خوشنودی

ایک مہینہ کے لئے نصف قیمت

پر فروخت کرنی شروع کر دی ہیں لہذا آپ بھی اس بیش قیمت موقعہ سے فائدہ اٹھاویں علاوہ ازیں دیگر دوستوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، عزیزوں کو بھی یہ خوشخبری سنا دیں تاکہ وہ بھی مستفید ہو سکیں،

اصلی قیمت (عے) رعایتی قیمت (للعہ)

بالکل مفت

ہر تین گھڑی کے خریدار کو ایک گھڑی بالکل مفت روانہ کی جاتی ہے محصول ڈاک بذمہ خریدار

ناپسند ہو تو دام واپس

میسرز رام لال اینڈ کمپنی جنرل مرچنٹس بازار سوتر منڈی لاہور